قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموها الناس

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموہا الناس
الحمد للہ
کتاب فرض نصاب مسمی بہ
علم المیراث
تصنیف لطیف حامی ملت ناصر سنت فاضل جلیل الشان
مولانا الحاج المفتی المولوی احمد یار خانصاحب صدر مدرس
مدرسہ مسکینیہ دھوراجی دام فیضہ الصوری المعنوی
مطبوعہ اہلسنت برقی پریس شیش محل مرادآباد

دیباچہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم حضرات علم فرائض میں اب تک جو کتابیں چھپ چکی ہیں انہیں یا تو اختصار اسقدر ہے کہ مسائل کے سمجھنے سے ناظرین قاصر رہتے ہیں یا زبان ایسی دقیق ہے کہ اُن کا فائدہ خواص تک ہی محدود رہ گیا ہے اِن حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلاء ذی الید الطولیٰ فی العلوم النقلیہ والفنون الحکمیہ حامی سنت ماحی بدعت سیدی وسندی ملاذی و اُستاذی حضرت مولانا الحاج مولوی مفتی احمد یار خان صاحب اوجھیانوی بدایونی لازالت شموس علومہ بازغۃ واقمار فیوضہ ساطعۃ کو ایک مدت سے ایسی تصنیف کا خیال دامنگیر تھا جو مسائل میراث میں جامع کتاب ہونے کے ساتھ ہی سلیس و سادی عام فہم اُردو میں ہوتا کہ خواص و عوام سب کو نفع پہنچے لیکن شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں درس و تدریس و تبلیغ و فتاوٰی وغیرہ امور سے استراحت کے لیئے بھی مشکل سے چند گھنٹے ملتے جسکے باعث اِس کام کی تکمیل میں تاخیر ہی ہوتی رہی آخر بعض شائقین کے بار بار اصرار سے شب کے وقتِ استراحت میں سے قلیل وقت اِس کام کے لیئے متعین فرمایا اور اِس طرح بحمد اللہ تعالیٰ سوم جمادالاولیٰ سنہ ۵۲ھ کو شروع ہوکر ۱۲ جمادالاولیٰ سنہ ۵۲ھ کو کتاب تمام ہوگئی۔ کتاب کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں ہر جگہ تفصیل سے مسائل لکھے گئے ہیں جس سے میراث کی عام کتابیں خالی ہیں اول یہ کتاب گجراتی زبان میں شائع ہوئی اور علاقہ گجرات میں اسقدر پہنچی کہ ختم ہوگئی اب دوبارہ اس کو اُردو میں طبع کرایا گیا ہے اس کا پہلا نام مفید الوارثین تھا اب علم المیراث رکھا گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء وآلہ واصحابہ الیٰ یوم الجزاء

خاکسار محمد آلِ حسن اشرفی نعیمی سنبھلی غفرلہ العلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء محمد ن المصطفٰی وعلیٰ الہٖ واصحابہ اولی الصدق والصفا اما بعد! پس جاننا چاہیے کہ جو مسلمان مرجاتا ہے تو شرعاً اوس کے مال[1] میں چار طرح کے حق ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تو اُس کے مال سے اُس کے کفن[2] اور دفن میں خرچ کیا جاویگا۔ اِس طرح سے کہ نہ اُس میں زیادتی کی جاویگی اور نہ کمی۔ زیادتی مثلاً جتنا کفن دینا سنت تھا[3] اُس سے زیادہ کپڑے دیدیے یا اسقدر زیادہ قیمت کا کفن دیدیا کہ جس کو مرنے والا اپنی زندگی میں کسی وقت نہ پہنتا تھا اور کمی یہ کہ جتنے کپڑے کفن دینے میں سنت ہیں اُس سے کم دیے جاویں مثلاً مرد کو دو کپڑے یا عورت کو چار کپڑے دیے یا ایسی کم قیمت کا کپڑا کفن میں دیا جاوے کہ جسکو یہ مرنیوالا اپنی زندگی میں نہ پہنتا تھا۔ کفن[4] دفن سے جو مال بچے تو اُس مال سے مرنے والے پر جو کسی کا قرضہ ہو وہ ادا کیا جاوے۔ قرض[5] کے ادا کرنے کے بعد جو مال باقی بچا اُس بچے ہوے مال کے

علہ یہ چار باتیں جو بیان کی گئی ہیں یہ میت کے اپنے مال میں جاری ہونگی۔ اگر کسی دوسرے آدمی کا مال میت کے پاس امانت یا گرو رکہا ہوا ہو جیسے کسی کا مکان میت کے پاس کرایہ پر تھا تو یہ چیزیں اوسکو مالک کو واپس کردی جاویں گی کیونکہ یہ میت کا مال نہیں ہے تاکہ اُس میں یہ کام کیے جاویں رد المحتار ۱۲ منہ

عہ۲ کفن میں بہتر یہ ہے کہ ایسے کپڑے کا دیا جاوے کہ جیسے کپڑے اونکو پہن کر مرنیوالا اپنے دوست احباب سے ملنے جایا کرتا تھا کہ یہ کفن درمیانی ہے۔ شریفیہ منہ عہ۳ کفن سنت مرد کیلیے تین کپڑے اور عورت کیلیے پانچ کپڑے ہیں ۔ ۱۲

تہائی حصہ سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں اگر اوس نے وصیت کی ہو۔

وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو مال بچے اوس کو مرنے والے کے وارثوں پر شریعت اسلامیہ کے مطابق تقسیم کیا جاوے۔

وارثوں پر مال تقسیم کرنیکی ترتیب

میت[1] کا مال جو اوپر ذکر کی ہوئی چیزوں سے[2] بچے تو اس کو اِس ترتیب سے وارثوں پر تقسیم کیا جاوے کہ سب سے پہلے ذوی فرض لوگوں کو اُن کے حصہ شرعی کی برابر دیا جاوے۔ ذوی فرض وہ وارث ہے کہ جس کا حصہ قرآن شریف میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور وہ بارہ شخص ہیں ۴ مرد اور آٹھ عورتیں جنکا کہ پورا پورا ذکر آگے آتا ہے۔

ذوی فرض کو دینے سے جو بچے وہ نسب والے عصبہ کو دیا جاوے۔ نسب والے عصبہ میت کے کنبہ وکٹم کے وہ لوگ ہیں جن کا حصہ قرآن شریف میں مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ وہ لوگ ذوی فرض سے بچا ہوا مال لیتے ہیں اور اگر ذوی فرض نہوں تو پورے مال کے وارث بنتے ہیں اون کا ذکر بھی آگے پورا پورا آوے گا۔

اگر نسب والے عصبہ نہوں تو سببی عصبہ کو مال دیا جاوے۔ تو سببی عصبہ آزاد کرنیوالی

---

[1] میت کے مال کا ورثہ اُس کے وارثوں کو ملتا ہے۔ میت کے مرنے سے پہلے کوئی بھی اس کے مال کا وارث نہیں بلکہ وہ خود مالک ہے کہ اپنی زندگی اور تندرستی میں جس کو چاہے بخشدے۔ ہاں واجب یہ ہے کہ زندگی میں اگر اپنے وارثوں کو مال تقسیم کرے تو اون کے حق نہ مارے اور کسی وارث کو نقصان نہ پہونچانے کے لئے ایسا کیا تو بہت گنہگار ہوا۔ واللہ اعلم رد المحتار کتاب الوقف۔ منہ

[2] اس بیان میں جتنی چیزیں ذکر کی جاویں گی ان میں سے بعض آجکل ہمارے ملک میں نہیں پائی جاتیں جیسے غلام یا آزاد کرنے والا۔ یا بیت المال۔
لیکن بحث پوری کرنے کے لیے ان کو لکھہ دیا گیا ہے۔ منہ

مالک کو کہتے ہیں۔ مثلاً ایک آزاد کیا ہوا غلام مرا اور عصبہ نسبی نہیں ہیں اور اوسکے پاس مال ہو تو اوس کا آزاد کرنے والا مولا اُس مال کو لے گا۔ پھر آزاد کرنے والے کو عصبہ اسی ترتیب سے کہ جو اوپر گذری یعنی اول تو مالک کے نسبی عصبہ اور اگر یہ نہوں تو اس مالک کے سببی عصبہ مگر اس صورت میں مالک کے اُن عصبات کو ملے گا کہ جو مرد کی قسم سے ہوں عورتوں کی قسم کو نہ ملے گا۔ ۵ پھر اگر میت کے دونوں قسم کے عصبات نہوں تو ذی فرض لوگوں پر ہی بچا ہوا مال دوبارہ تقسیم کر دیا جاوے اور جتنا جتنا کہ پہلے ان کو ملا تھا اسی حساب سے اب بچا ہوا مال ان کو تقسیم کر دیا جاوے اس کا پورا بیان آگے آوے گا۔

۶ پھر اگر میت کے ذی فرض لوگ بھی نہوں تو اس شخص کو میت کا مال دیا جاویگا کہ جو میت کا کنبہ والا ہو مگر ذی فرض یا عصبہ نہو۔ اس کا نام ذی رحم ہے اور اس کی جمع ذوی الارحام اس کا ذکر بھی انشاء اللہ آگے آوے گا۔

۷ پھر اگر یہ بھی نہوں تو میت کا مال مولیٰ موالاۃ لیوے گا مولیٰ موالاۃ وہ شخص ہے کہ جس سے میت نے اپنی زندگی میں وعدہ کر لیا تہا کہ اگر پہلے میں مروں تو میرا مال تو لینا اور اگر پہلے تو مرے تو تیرا مال میں لونگا۔

۸ پھر اگر یہ بھی نہو تو وہ شخص مال کا وارث ہوگا کہ جس کے نسب کا مرنے والے نے اپنے سے دعویٰ کیا تہا مثلاً یہ کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور دوسری طرح سے اس شخص کا نسب اُس مرنے والے سے ثابت نہوا یعنی نہ تو خود اُس شخص نے کہا کہ میں اس کا بیٹا ہوں اور نہ کسی دوسرے شخص نے اس کی گواہی دی اس کو عربی میں مقرلہ بالنسب علی الغیر

---

۱ اگر کوئی وارث ذی فرض اور عصبہ اور ذی رحم نہو تو اُس شخص کو میت کا سارا مال ملے گا۔ ہاں اگر خاوند مرا اور اس کے ایک بیوی کے سوا کوئی اور وارث نہیں یا عورت مری اور اس کے خاوند کے سوا کوئی نہیں تو اس خاوند یا بیوی کے حصہ کے بعد اُس شخص کو دیا جاوے گا۔ در مختار منہ

کہتی ہیں نمبر ۹- پھر اگر یہ بھی موجود نہو تو اُس شخص کو مال ملے گا کہ جس کو میت نے تہائی مال سے زیادہ[۱] دینے کی وصیت کی ہو۔ ۱۰- پھر اگر یہ بھی نہو تو بیت المال میں مال رکھا جاوے کہ تمام مسلمانوں کے کام میں آوے۔

ورثہ سے محروم کرنیوالی چیزیں

چار چیزیں وارث کو ورثہ سے محروم کر دیتی ہیں یعنی ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی کسی وارث میں پائی جاوے تو اس کو اپنے رشتہ دار کے مال سے کچھ بھی نہ ملے گا- غلام ہونا- یعنی جبکہ وارث کسی کا غلام ہو تو اپنے آزاد کنبہ والے کی میراث نہ پاوے گا- ۲- سمجھدار[۱] بالغ وارث کا بلا وجہ اس طرح میت کو قتل کرنا کہ جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہو- قصاص کے معنی ہیں کہ قتل کرنے والے کو بدلہ میں قتل کرنا اگر نابالغ بچہ یا دیوانہ آدمی اپنی دیوانگی کی حالت میں کسی مورث کو قتل کرے تو اس سے وہ ورثہ سے محروم نہ ہو گا اسی طرح اگر وارث نے اپنے قرابت دار کو حق[۲] کی وجہ سے قتل کیا تو بھی یہ قتل کرنے والا وارثہ سے محروم نہ ہوگا

۳- وارث اور میت کا دین جدا ہونا یعنی وارث مسلمان ہو اور میت کافر تھا یا میت مسلمان تھا اور وارث اسلام کے سوا اور دین میں داخل ہو تو یہ ورثہ سے محروم ہے۔

۵۱- جس قتل سے قصاص واجب ہوتا ہے وہ قتل ہے کہ جو ایسے دھار والے ہتھیار سے جان بوجھکر قتل کیا جائے کہ جس سے جسم کٹ سکے جیسے لکڑی یا پتھر یا لوہے کی پتلی دھار والی چیز- اس کے سوا اگر اور کسی طرح قتل کیا جائے تو اس سے قصاص نہیں جیسے کہ کسی جانور کو شکار کر رہا تھا اور گولی انسان کے لگ گئی یا سوتے میں اس نے کروٹ لی اور دوسرا آدمی اس سے دب کر مر گیا یا یہ اس پر گرا اور وہ اس سے مر گیا- لیکن ان سب صورتوں میں قاتل میت کے مال سے حصہ نہ پاویگا- کیونکہ ان صورتوں میں اگرچہ قصاص تو نہیں مگر کفارہ واجب ہے- ہاں اگر ایسا ہوا کہ وارث نے کنواں کھدوایا اور میت اس میں گر کر مر گیا تو اس سے وہ محروم نہیں- رد المحتار شریفی-

۵۲- حق کی وجہ ایسی ہے کہ مثلاً میت اس کو قتل کرنے کو آیا اس نے اپنی جان بچانے کے لیے اس کو قتل کر دیا یا وہ باغی ہو کر آیا تھا- اس نے بادشاہ برحق کی طرف سے قتل کیا- رد المحتار منہ

مسئلہ میت[1] اور وارث کا وطن الگ الگ بادشاہتوں میں ہونا لیکن یہ وطن الگ جب جانا جاوے گا کہ جب دونوں ملکوں کے بادشاہ مستقل ہوں اور الگ الگ ہوں اور ان بادشاہوں کی فوج اور لشکر الگ ہو اگر ایک بادشاہت میں الگ الگ دربار اور نواب ہیں تو اسے وطن کا الگ ہونا نہیں کہتے۔

وارثوں اور ان کے حصوں کا بیان

قرآن شریف میں جو وارثوں کے حصے مقرر کئے گئے ہیں وہ کل چھ ہیں۔
آدھا $\frac{1}{2}$ = چوتھائی $\frac{1}{4}$ = آٹھواں حصہ $\frac{1}{8}$ = دو تہائی $\frac{2}{3}$ = ایک تہائی حصہ $\frac{1}{3}$ = چھٹا حصہ $\frac{1}{6}$ ان حصوں کے پانے والے وارث کل بارہ ہیں جن میں سے چار مرد ہیں۔ اور آٹھ عورتیں ہیں۔ چار مرد یہ ہیں۔ میت کا باپ۔ میت کا صحیح دادا۔ ماں شریکا بھائی یعنی میت اور اس کے باپ الگ الگ ہوں اور ماں ایک ہو۔ خاوند اور آٹھ عورتیں یہ ہیں۔ میت کی بیوی۔ بیٹی۔ پوتی۔ سگی بہن یعنی میت اور اس کے ماں باپ ایک ہی ہوں۔ باپ شریکی بہن یعنی میت اور اس کی ماں الگ الگ ہو

---

[1] وطن کا الگ الگ ہونا کافروں کے لیے محروم کرنے والا ہے مسلمان خواہ کسی ملک میں ہو اپنے قرابت دار مسلمان کا حصہ پاویگا۔ ردالمحتار منہ [2] وطن الگ الگ ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں اول تو دونوں الگ الگ ملک ہوں جیسے ایک ہندوستان میں رہتا ہو اور دوسرا ترکستان میں۔ دوسرے دونوں ملکوں کا بادشاہ الگ الگ ہو۔ تیسرے ان دونوں ملک والوں میں آپس میں ایسی لڑائی ہو کہ اس ملک کا آدمی اگر اس ملک میں آوے تو یہاں کے لوگ اس کو قتل کر دیں اور اگر یہاں کا آدمی اس ملک میں جاوے تو وہ لوگ قتل کر دیں ان تینوں باتوں میں سے اگر ایک بھی نہ ہوگی تو اس کو الگ وطن نہ کہا جاوے گا۔ ردالمحتار در مختار۔ منہ

[3] صحیح دادا وہ ہے جس کا رشتہ میت سے باپ کی طرف سے ہو یعنی اس کے رشتہ میں ماں داخل نہ ہو۔ جیسے باپ کا باپ یا باپ کا دادا۔ اور فاسد دادا وہ ہے کہ جس کے میت کے ساتھ رشتہ میں ماں ہو جیسے کہ ماں کا باپ یعنی نانا یا ماں کا دادا۔ صحیح دادا تو ذی فرض ہے اور فاسد دادا یعنی نانا نہ تو ذی فرض ہے اور نہ عصبہ بلکہ ذوی الارحام میں سے ہے۔ شریفیہ منہ۔

اور باپ ایک ہی ہو۔ ماں شریکی بہن ۔ ۸ۺ۔ اور صحیح دادی[۱]۔

باپ کے تین حال ہیں اگر میت نے بیٹا یا پوتا چھوڑا ہے تو باپ کو کل مال کا چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی چھوڑی ہے اور بیٹا یا پوتا نہ چھوڑا ہو تو باپ کو کل مال کا چھٹا حصہ بھی ملے گا اور باپ عصبہ بھی ہوگا۔ یعنی اگر مال بچ رہے تو وہ بھی باپ لے گا۔ جیسے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا جس نے ایک باپ اور ایک بیٹی چھوڑی تو کل مال کے ۶ حصہ کرکے اول ایک حصہ باپ کو دیا جاوے گا اور آدھا یعنی تین لڑکی کو اب جو دو باقی بچے وہ بھی پھر باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے دیدیے جاوینگے تو لڑکی کو بھی تین ملیں گے۔ اور باپ کو بھی مگر باپ کو ایک تو اُس کے فرضی حق کا اور دو عصبہ ہونے کی وجہ سے اس کی مثال یہ ہے۔ لڑکی ۳ ——— باپ ۱ + ۲ ۶ اور اگر میت نے اولاد یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہ چھوڑی تو باپ کو صرف عصبۂ ملے گا۔ یعنی جو باقی دوسرے ذی فرض وارثوں سے بچے گا وہ باپ لے گا۔

صحیح دادا باپ کی طرح ہے یعنی جو تین حال باپ کے تھے وہی دادا کے ہیں۔ مگر باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا۔ کیونکہ میت سے باپ کا ناتا و رشتہ قریب ہے اور قریب کے ہوتے ہوئے دور والے کو نہیں ملتا۔

ماں شریکی اولاد کے تین حال ہیں اگر ایک ہے تو تمام مال کا چھٹا حصہ ملے گا اور ایک سے زیادہ دو یا تین ہیں تو ان کو کل کا تیسرا حصہ ۱/۳ ملیگا اور آپس میں ماں شریکی بہن اور ماں شریکی بھائی برابر ہوگا یعنی جیسے کہ اور جگہ ہوتا ہے۔ کہ بھائی کو بہن سے

---

[۱] صحیح دادی وہ ہے کہ جس کا رشتہ میت سے فاسد دادا کے ذریعہ نہ ہو یعنی اس کے اور میت کے نسب کے بیچ میں فاسد دادا نہ آتا ہو تو ماں کی ماں اور باپ کی ماں اسی طرح ماں کی نانی یہ نانی صحیح دادی ہے اور ماں کی دادی اور باپ کی ماں کی دادی فاسد دادی ہے کیونکہ اس کے بیچ میں فاسد دادا آگیا پہلی میں تو نانا اور دوسری میں باپ کا نانا اور یہ دونوں فاسد دادا ہیں اس کو خوب غور سے سمجھنا چاہیے۔ شریفیہ منہٗ

دوگنا ملتا ہی ایسا یہاں نہوگا۔ بلکہ بہن بھائی کے برابر حصہ پائیگی جیسے کہ مرنے والے کے ایک ماں شریکی بہن اور ایک ماں شریکا بھائی ہے اور اُن کے حصہ میں چار آئے تو دو بھائی کو ملیں گے اور دو بہن کو اور یہ لوگ میت کی اپنی اولاد یا میت کے بیٹے کی اولاد یا باپ دادا کے ہوتے ہوے محروم ہوجائیں گے یعنی میت نے بیٹا یا بیٹی پوتا یا پوتی یا باپ یا دادا چھوڑا ہے تو ماں شریکی بھائی بہن محروم۔

خاوند کے دو حال ہیں اگر اس کی بیوی نے اپنے پیٹ کی اولاد چھوڑی ہے خواہ اسی خاوند سے ہو یا دوسرے خاوند سے تو خاوند کو کل مال کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر اولاد نہیں چھوڑی ہے تو کل مال کا آدھا حصہ ملے گا۔

عورتوں کے حصوں کا بیان

بیوی چاہے ایک ہو یا زیادہ اُن کے دو حال ہیں اگر میت نے اپنے نطفہ کی اولاد چھوڑی ہو چاہے اُسی بیوی سے ہو یا کسی دوسری بیوی سے تو بیوی کو کل مال کا آٹھواں حصہ ملے گا اور اگر اولاد نہیں چھوڑی ہے تو کل مال کا چوتھائی حصہ ملیگا۔

بیٹی۔ بیٹی کے تین حال ہیں اگر بیٹی ایک ہو تو کل مال کا آدھا حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ لڑکیاں ہیں تو کل مال کا ⅔ دو تہائی حصہ پاوے گی اور میت نے بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی چھوڑا ہے تو یہ بیٹی بیٹے کے ساتھ ملکر عصبہ ہو جاوے گی۔ اور ذی فرض لوگوں سے جو مال کہ باقی بچے گا اُس کو ان پر اس طرح تقسیم کیا جاویگا کہ بیٹے کو دو حصہ اور بیٹی کو ایک حصہ۔

پوتی کے کل چھ حالات ہیں اگر اکیلی ہے تو کل مال کا آدھا پاویگی اور اگر ایک سے زیادہ ہے تو کل مال کا دو تہائی ⅔ مگر یہ جب کہ جب میت نے پوتی کے ساتھ کوئی بیٹی نہ چھوڑی ہو۔ اگر پوتی کے ساتھ ایک بیٹی بھی چھوڑی ہے تو پوتی کو مال کا چھٹا حصہ

بیٹیاں اگر دو بیٹیاں چھوڑی ہیں تو اب پوتی محروم ہوں اگر دو بیٹیوں اور پوتی کے ساتھ کوئی پوتا یا پرپوتا اور بھی چھوڑا ہے تو یہ پوتا یا پرپوتا۔ اس پوتی کو عصبہ بنا دیگا کہ جو ذوی فرض کے بعد باقی بچے گا۔ وہ اسطرح تقسیم کیا جاویگا۔ کہ پوتی کو ایک حصہ اور پوتے کو دو حصہ اور اگر میت نے اپنا بیٹا چھوڑا ہے تو پوتی محروم۔

۵ سگی[1] بہنوں کے پانچ حال ہیں اگر ایک ہے تو کل مال کا آدھا اور اگر ایک سے زیادہ ہیں تو کل مال کا دو تہائی حصہ اور اگر بہن کے ساتھ سگا بھائی بھی ہے تو بہن عصبہ ہے اور مال اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کو دو حصہ اور بہن کو ایک حصہ اور اگر میت نے بہنوں کے ساتھ بیٹیاں یا پوتیاں بھی چھوڑی ہیں تو اس صورت میں بہنیں عصبہ ہونگیں اور اگر میت نے بہن کے ساتھ بیٹا یا پوتا یا باپ یا دادا چھوڑا ہے تو بہن محروم۔

۵ باپ[2] شریکی بہن کے سات حال ہیں۔ اگر ایک ہے تو آدھا حصہ ملے گا۔ اور ایک سے زیادہ ہیں تو دو تہائی ⅔ کی مستحق ہونگی مگر یہ جب ہے کہ جب سگی بہن نہو اگر ان کے ساتھ ایک سگی بہن بھی ہے تو اس کو چھٹا اور اگر دو سگی بہن بھی ہیں تو باپ شریکی بہن محروم ہاں اگر کوئی باپ شریکا بھائی بھی ہو تو یہ عصبہ ہو جاوینگی اور ان کے آپس میں مال اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کو دو حصہ اور بہن کو ایک حصہ اور باپ شریکی بہن ا ... بھائی، اور میت کی بیٹی یا پوتی کے ہوتے ہوئے عصبہ ہو جاوینگی اور یہ بھی بیٹے اور پوتے اور باپ اور دادا کے ہوتے ہوئے محروم رہینگے۔

۵ ماں[3] کے تین حال ہیں اگر میت نے ایک یا اپنے بیٹے کی اولاد چھوڑی ہے تو

[1] یعنی جن کے ماں اور باپ دونوں ایک ہوں اس کو عربی زبان میں حقیقی کہتے ہیں۔

[2] یعنی جو باپ میں شریک ہوں اور ماں دونوں کی الگ الگ ہوں اس کو عربی میں علاتی کہتے ہیں۔

[3] ماں سے مراد وہ عورت ہے کہ جس کے پیٹ سے یہ میت پیدا ہوا تھا اور سوتیلی ماں اصل میں ماں ہی نہیں ہے وہ اس رشتہ سے حصہ نہ پاویگی اسی طرح اگر یہ بچہ زنا کا تھا تو بھی اس کے ماں ہے اس کو مرنے کے بعد اسکی ماں حصہ پاویگی ۱۲ منہ

ماں کو کل مال کا چھٹا حصہ ملے گا۔ اسی طرح اگر دو بھائی بہن کسی طرح کے ہوں چاہے سگے ہوں یا ماں شریکے یا باپ شریکے جب بھی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ گر ان میں سے کوئی نہ ہو تو ماں کو پورے مال کا تہائی ⅓ حصہ ملے گا اور اگر یہ اولاد یا بھائی بہن نہیں ہیں اور خاوند یا بیوی اور باپ ماں کے ساتھ ہیں تو خاوند یا بیوی سے بچے ہوئے مال کا تہائی حصہ ملے گا اس کی مثال یہ ہے

مسئلہ — زینب
بیوی — باپ — ماں

اس صورت میں بیوی کو چوتھائی اور ماں کو بچے ہوئے مال کی تہائی ملا اور باپ کو باقی بچا ہوا مال یا جیسے

مسئلہ ۶ — ہندہ
خاوند — باپ — ماں

مسئلہ دادی کو کل مال کا چھٹا حصہ ملے گا مگر جبکہ دادی صحیحہ ہو فاسدہ نہ ہو دادی صحیحہ کی تعریف ہم پہلے بیان کر چکے ہیں خواہ ایک ہو یا زیادہ ماں کے ہوتے ہوئے دادی محروم ہوگی اور اگر میت نے باپ چھوڑا ہے تو باپ کے رشتہ کی دادیاں محروم اور ماں کی طرف کی دادیاں حصہ پائینگی یوں سمجھو کہ ماں تو ہر طرح کی دادی کو محروم کر دیگی اور باپ فقط اپنی طرف کی دادیوں کو محروم کرے گا۔ ماں کی طرف کی دادیاں باپ سے محروم نہ ہونگی اور قریب کی رشتہ کی دادی کے ہوتے ہوئے دور کے رشتہ کی دادی محروم ہو جاویگی جیسے میت کے ایک تو باپ کی ماں ہے اور ایک ماں کی ماں کی ماں ہے تو باپ کی ماں کو تو ملے گا کیونکہ یہ میت سے رشتہ میں قریب ہے اور ماں کی ماں کی ماں کو نہ ملے گا کیونکہ یہ میت سے رشتہ میں دور ہے اسی طرح اگر میت نے ماں کی ماں اور باپ کی ماں کی ماں چھوڑی تو ماں کی ماں کو حصہ ملے گا اور باپ کی ماں کی ماں محروم رہے گی کیونکہ یہ اس سے رشتہ میں دور ہے۔ جس دادی کو میت سے دو طرف سے رشتہ حاصل ہو اس کے ہوتے ہوئے وہ دادی محروم ہو جاوے گی کہ جس کو میت سے ایک طرف سے رشتہ ہو جیسے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کے بیٹے کا نکاح اپنی بیٹی کی بیٹی سے کرا دیا تو [illegible] جو دادی ہوگی اور [illegible] یہ دادی بھی ہے [illegible] تو اسکے

ہوتے ہوئے ایک رشتہ کی نانی محروم رہے گی۔

عصبہ وارثوں کا بیان

نسبی[1] عصبہ تین طرح کے ہیں ایک[1] تو وہ جو کہ اپنے آپ عصبہ بنیں کوئی دوسرا انکو عصبہ نہ بنادے اُس کو عربی میں عصبہ بنفسہ کہتے ہیں جیسے کہ لڑکا دوسرے[2] وہ کہ جو اپنے آپ عصبہ نہ بنیں بلکہ دوسرا وارث ان کو عصبہ کرنے اور جس نے اس کو عصبہ کیا[3] وہ خود بھی عصبہ ہو اس کو عصبہ بغیرہ کہتے ہیں جیسے کہ بیٹی کہ اُس کو بیٹا عصبہ کرتا ہے اور وہ خود بھی عصبہ ہے۔ تیسرے[4] وہ عصبہ کہ جو اپنے آپ عصبہ نہوں بلکہ دوسرے وارث سے ملکر عصبہ بن جاویں اور جس وارث نے اس کو عصبہ کیا ہو وہ خود عصبہ نہو جیسے بہن کہ بیٹی کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہے مگر بیٹی خود عصبہ نہیں بلکہ ذوی فرض ہے اس کو عصبہ مع غیرہ کہتے ہیں۔ پہلی قسم کے عصبہ وہ وارث ہیں کہ جو مرد ہوں اور ان کا رشتہ میت سے کسی عورت کے سبب سے نہو یعنی میت اور اس کے بیچ میں نسب میں عورت نہ آوے۔ یہ عصبہ چار طرح کے ہوتے ہیں ایک تو میت کی اولاد جیسے کہ بیٹا، پوتا دوسرے وہ کہ ان کی اولاد میت ہو جیسے باپ دادا پردادا۔ تیسرے میت کے باپ کی اولاد جیسے کہ بھائی بھائی کے لڑکے اور پوتے۔ چوتھے[5] میت کی دادا کی

---

[1] عصبہ وارث دو طرح کے ہوتے ہیں ایک نسبی اور دوسرے سببی نسبی عصبہ انکو کہتے ہیں کہ جن کو میت سے ولادت کے طریقہ سے تعلق ہو یعنی وہ میت کے کنبہ کے ہوں جیسے اولاد، باپ، دادا، بھائی۔ بھائی کے لڑکے چچا۔ چچا کے لڑکے جس کو اس جگہ بیان کیا گیا۔ سببی عصبہ ان کو کہتے ہیں جو اپنی ملکیت سے غلام کو آزاد کر چکا ہو اسی طرح مالک کا آزاد کرنے والا مالک بھی سببی عصبہ ہے کہ یہ لوگ بھی نسبی عصبہ موجود نہ ہونے پر اس میت کے وارث ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہندوستان میں چونکہ یہ لوگ موجود نہیں اس لئے ان کے بیان کو چھوڑ دیا گیا کہ یہاں اس کی ضرورت نہیں۔ منہ

[2] جو وارث کہ میت کی اولاد میں ہوں ان کو فروع میت کہتے ہیں اور جس کی اولاد میں میت ہو اس کو اصول میت کہتے ہیں۔ یہ دونوں دو طرح کے ہیں۔ اصول قریبہ۔ اصول بعیدہ۔ اسی طرح فروع قریبہ اور فروع بعیدہ باپ اصول قریبہ میں سے ہے اور دادا و پردادا وغیرہ اصول بعیدہ میں ہیں اور بیٹا فروع قریبہ میں سے ہے اور پوتا پرپوتا فروع بعیدہ میں ہیں۔ واللہ اعلم منہ۔

مذکر اولاد جیسے کہ میت کے چچا، اور چچا کی مذکر اولاد۔ ان میں سے جس کا رشتہ میت سے قریب کا وہ تو عصبہ بنیگا، اور دور کے رشتہ والوں کو عصبہ نہ بننے دے گا تو سب سے پہلے میت کی اولاد عصبہ بنے گی یعنی اولاد کے ہوتے ہوئے باپ یا دادا عصبہ نہ بنیں گے۔ پھر اولاد میں بھی جو میت سے قریب رشتہ دار ہو گا وہ حصہ پاویگا اور دور رشتہ والا محروم رہے گا۔ جیسے کہ اگر میت کے بیٹا ہے اور پوتا ہے تو بیٹے کو تو حصہ ملے گا اور پوتا محروم رہیگا کیونکہ وہ بیٹے سے دور ہے۔ پھر جب اولاد نہو تو میت کے باپ دادا وغیرہ عصبہ ہونگے مگر ان میں بھی قریب کا رشتہ دار ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار محروم رہیگا تو باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا۔ اگر میت کی اولاد اور باپ وغیرہ بھی نہ ہوں تو باپ کی اولاد عصبہ بنے گی جیسے کہ بھائی وغیرہ۔ ان میں بھی جو قریب کا رشتہ دار ہو گا وہ دور والے کو محروم کر دے گا تو بھائی کے ہوتے ہوئے بھائی کی اولاد محروم رہے گی پھر اگر میت کے باپ کی اولاد بھی نہو تو میت کے دادا کی اولاد عصبہ بنے گی جیسے چچا۔ ان میں بھی قریبی رشتہ دار دور رشتہ والے کو محروم کر دے گا تو چچا کے ہوتے ہوئے چچا کی اولاد محروم رہے گی جس طرح قریب رشتہ والا عصبہ دور رشتہ والے عصبہ کو محروم کر دیتا ہے اسی طرح جس عصبہ کا رشتہ کہ میت سے دو طرف سے ہو وہ ایسے عصبہ کو محروم کر دے گا کہ جس کا رشتہ میت سے ایک طرف سے ہو جیسے کہ میت کا سگا بھائی ہو تو باپ شریکا بھائی محروم رہے گا کیونکہ اس کا رشتہ فقط باپ کی طرف سے ہے اور سگے بھائی کا رشتہ میت سے دو طرف سے ہے یعنی ماں اور باپ دونوں سے ہے۔ اسی طرح باپ کا سگا بھائی باپ کے باپ شریکے بھائی کو محروم کر دے گا تمام عصبہ وارثوں میں یہ بات رہے گی۔

دوسری قسم کے عصبہ کہ جو دوسرے وارث سے عصبہ بنتے کہ جو خود بخود عصبہ نہ وہ چار عورتیں ہیں کہ جن کا ذکر ہو چکا۔ جن کا حصہ آدھا یا دو تہائی تھا۔ یہ سب عورتیں اپنے

اپنے بھائیوں سے عصبہ ہو جاتی ہیں کہ جیسے بیٹی پوتی اور سگی بہن اور باپ شریکی بہن - یہ بھی خیال رہے کہ جس عورت کا حصہ مقرر نہیں ہے اگر اس کا بھائی عصبہ ہوگا تو یہ عورت عصبہ نہ بنے گی جیسے کہ میت کے باپ کی بہن یعنی پھوپی کہ اس کا بھائی یعنی میت کا چچا عصبہ ہے اور یہ عصبہ نہیں ہے اس لئے کہ پھوپی ذی فرض نہ تھی چونکہ سببی عصبہ یعنی غلام اور اس کا آزاد کرنے والا مولی وغیرہ ہندوستان میں نہیں پائے جاتے اس لئے اُن کا بیان چھوڑ دیا گیا۔

حجب[۱] کا بیان

حجب[۱] کے معنی یہ ہیں کہ ایک وارث دوسرے وارث کو نقصان پہونچائے اور یہ نقصان دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ ایک وارث دوسرے وارث کا حصہ کم کر دے یعنی اگر یہ وارث نہ ہوتا تو وہ دوسرا وارث زیادہ حصہ پاتا اور اب جبکہ یہ وارث ہے تو اسکو حصہ کم ملا اور دوسرے یہ کہ ایک وارث دوسرے وارث کو محروم کر دے یعنی اگر یہ وارث اول نہ ہوتا تو دوسرے وارث کو میت کے مال سے حصہ ملتا اب جبکہ یہ وارث موجود ہے تو دوسرا وارث محروم ہو گیا - اول قسم کے اندر پانچ وارث ہیں - بیوی - خاوند - ماں - پوتی - باپ شریکی بہن ان کا پورا پورا بیان اوپر گذر چکا - وہاں دیکھو - دوسری قسم کے اندر دو قسم کے وارث ہیں ایک تو وہ جو کسی طرح محروم نہیں ہوتے ان کی تعداد چھ ہے - بیٹا[۱] - باپ[۲] - خاوند[۳] - بیٹی[۴] - ماں[۵] - بیوی[۶] -

[۱] عربی میں حجب کے معنی روکنا ہیں یہاں بھی ایک وارث دوسرے وارث کو یا تو زیادہ مال لینے سے روکتا ہے یا بالکل مال لینے سے روکتا ہے اسی لئے اسکو حجب کہتے ہیں اگر زیادہ حصہ لینے سے روکے تو اسکو حجب نقصان کہتے ہیں اور اگر بالکل محروم کر دے تو اسکو حجب حرمان کہتے ہیں اور حجب اور منع میں یہ فرق ہے کہ منع میں تو خود وارث کی کوئی حالت اسکو محروم کرتی ہے جیسے کہ کفر یا قتل یا غلام ہونا اور حجب میں وارث کا خود حال اسکو محروم نہیں کرتا - بلکہ دوسرے وارث کی موجودگی اس کو محروم کر دیتی ہے ۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ

دوسرے وارث کا کبھی حصہ پاتے ہیں اور کبھی نہیں اس کے محروم ہونے کے دو قاعدے ہیں پہلا تو یہ کہ جس وارث کا رشتہ میت سے دوسرے وارث کے ذریعہ سے ہوگا جب وہ وارث خود موجود ہوگا تو یہ وارث محروم ہوجاویگا جیسے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم یا بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم کہ دادا اور پوتے کا رشتہ باپ اور بیٹے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہاں ماں شریکے بھائی بہن ماں کے ہوتے ہوئے محروم نہیں ہوتے۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ قریب کے رشتہ دار ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار محروم ہوجاتا ہے۔ جو وارث کہ ورثہ سے خود محروم ہوجاتا ہو وہ دوسرے وارث کو نقصان نہیں پہونچا سکتا جیسے ایک شخص نے کافر بیٹا چھوڑا تو یہ کافر بیٹا میت کی ماں یا بیوی کا حصہ کم نہیں کرسکتا اسی طرح قاتل اور غلام کہ کسی کے حصہ کو بھی کم نہیں کرسکتے اور کسی کو ورثہ سے محروم بھی نہیں کرسکتے لیکن جس وارث کو دوسرے وارث نے ورثہ سے محروم کردیا ہو وہ دوسرے وارث کو نقصان پہونچا سکتا ہے جیسے کہ میت کے دو بھائی اگر باپ کی وجہ سے محروم ہوجاویں تو اگرچہ خود تو میت کے مال سے حصہ نہ پاویں گے لیکن میت کی ماں کا حصہ کم کردیں گے اس کی مثال مسئلہ ۶ باپ ماں بھائی بھائی

اس صورت میں باپ کیوجہ سے اگرچہ دونوں بھائی محروم رہے مگر ماں کا حصہ کم کردیا کہ اگر یہ دونوں بھائی نہ ہوتے تو ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملتا۔ اب ان کے ہونے سے چھٹا حصہ ملا:

مال سے وارثوں کے حصے نکالنے کا بیان

قرآن شریف میں جو وارثوں کے حصے مقرر کئے گئے ہیں دو طرح کے ہیں۔

اول میں آدھا ½ و چوتھائی ¼ و آٹھواں ⅛ شامل ہیں۔

دوسرے میں ⅔ یعنی دو تہائی و ⅓ یعنی ایک تہائی و ⅙ یعنی چھٹا حصہ شامل ہیں اگر کسی مسئلہ میں ان حصوں میں سے کوئی ایک بھی حصہ ہووے تو وہ مسئلہ اس حصہ کے مخرج[1] سے بنے گا اور کسر کا مخرج ایسا عدد ہے جو عدد اس حصہ کی طرح نام رکھتا ہو جیسے کہ اگر کسی مسئلہ میں آدھا آوے تو مسئلہ دو سے بنایا جاویگا اور اگر مسئلہ میں تہائی ⅓ حصہ آوے تو مسئلہ تین سے بنے گا اور اگر مسئلہ میں چوتھائی آوے تو مسئلہ چار کر بنے گا اور اگر آٹھواں حصہ آوے تو مسئلہ آٹھ سے بنے گا اور اگر چھٹا حصہ آوے تو چھ سے جیسے کہ ایک آدمی مرا اس نے ایک بیوی اور ایک بیٹا چھوڑا تو اس مسئلہ میں بیوی کا آٹھواں حصہ ہے اس لئے مسئلہ آٹھ سے ہووے گا ان میں سے ایک بیوی کو اور سات بیٹے کو اور اگر بیوی اور ایک بھائی چھوڑا تو بیوی کا حصہ چوتھائی ہو تو مسئلہ چار سے بنے گا یعنی کل مال کے چار حصہ کرکے ایک بیوی کو اور تین حصہ بھائی کو دیئے جاوینگے اسی طرح اور مسئلے بھی معلوم کر لو۔ اور اگر کسی مسئلہ میں ان حصوں میں سے دو تین حصہ جمع ہو گئے تو یا ایک ہی قسم کے دو حصہ ہونگے جیسے آدھا اور آٹھواں حصہ جمع ہو گیا

[1] مطلب یہ ہے کہ ہر مسئلہ میں جیسی کسر کا حصہ آدیگا اسی کسر کے مخرج سے مسئلہ کیا جاویگا۔ مخرج کی تعریف آگے آویگی اور وہ یہ ہے کہ سو باقی ہر کسر کا مخرج اس کا ہمنام عدد ہے جیسے کہ چوتھائی کا مخرج چار۔ پانچویں حصہ کا مخرج پانچ اسیطرح اوروں کو معلوم کرو اور اگر کسی مسئلہ میں کئی کسروں کے حصے آگئے تو ایسے عدد سے مسئلہ بناؤ کہ جو ان دونوں کا مخرج بنکو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جن دو کسروں کا مخرج مشترک معلوم کرنا ہو تو پہلے ان دونوں کسروں کا الگ الگ مخرج معلوم کرو پھر ان دونوں مخرجوں میں نسبت معلوم کرو۔ اگر ان دونوں مخرجوں میں تداخل ہے جب تو بڑا عدد ان دونوں کسروں کا مخرج ہے جیسے چوتھائی اور آٹھواں حصہ ان کا مخرج معلوم کرنا ہے تو پہلے چار اور آٹھ کو الگ الگ معلوم کیا پھر دیکھا کہ چار اور آٹھ میں تداخل ہے تو سمجھ لیا کہ آٹھ دونوں کا مخرج ہے اور اگر ان دونوں مخرجوں میں تداخل نہو تو اگر توافق ہے تو ایک مخرج کے وفق کو دوسرے مخرج میں ضرب دو جو حاصل ہو وہ ان دونوں کسروں کا مخرج ہے جیسے چوتھائی اور چھٹے حصہ کا مخرج معلوم کرنا ہو تو پہلے چار اور چھ کو لیا ان میں آدھے کا توافق ہو تو چھ کے آدھے یعنی تین کو چھ میں ضرب دی اس سے بارہ حاصل ہو۔ یہ بارہ چوتھائی اور چھٹے حصہ کا مخرج ہے۔ اور اگر ان دونوں مخرجوں میں تباین ہے تو ایک مخرج کو دوسرے میں ضرب دو جو حاصل ہو وہ ان دونوں کسروں کا مخرج ہو جیسے چوتھائی اور پانچویں حصہ کا مخرج معلوم کرنا ہو تو چار اور پانچ کو لیا اور چار کو پانچ میں ضرب دی تو بیس حاصل ہوا۔ یہ بیس چوتھائی اور پانچویں حصہ کا مخرج ہے۔ واللہ اعلم۔

یا کہ آدھا و چوتھائی و آٹھواں جمع ہو گئے یا کہ کسی مسئلہ میں تہائی حصہ و چھٹا جمع ہوئے تو اس صورت میں چھوٹی کسر کے مخرج سے مسئلہ کیا جاوے گا۔ کیونکہ جس عدد سے کہ چھوٹا حصہ نکلے گا اوسی عدد سے اس حصہ کا دوگنا بھی بنے گا جیسے کہ ایک مسئلہ میں چوتھائی اور آٹھواں حصہ جمع ہوئے تو مسئلہ آٹھ سے بنایا جاوے کیونکہ ان آٹھ میں سے آٹھواں حصہ بھی بن سکتا ہے اور اس کا دوگنا چوتھائی حصہ بھی بن سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مسئلہ میں چھٹا حصہ اور تہائی حصہ جمع ہو گئے تو مسئلہ چھ سے بنے گا کہ اس سے چھٹا حصہ اور اس کا دوگنا تہائی دونوں نکل سکتے ہیں اور اگر ان دو قسموں میں سے کوئی حصہ دوسری قسم کے کسی حصہ کے ساتھ جمع ہو کر آوے تو اگر آدھا دوسری قسم کے کسی حصہ یا سارے حصوں سے جمع ہو کر آوے تو مسئلہ چھ سے ہوگا اور اگر چوتھائی کی دوسری قسم کے کسی حصہ یا تمام حصوں سے مل کر آوے تو مسئلہ بارہ سے بنے گا اور اگر آٹھواں حصہ دوسری قسم کی کسی حصہ یا سارے حصوں کے ساتھ جمع ہو جاوے تو مسئلہ ۲۴ سے بنے گا اس قاعدہ کو خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

عول کا بیان

عول کے معنی یہ ہیں کہ وارثوں کے حصے جب ملائے جاویں تو اُس عدد سے بڑھ جاویں کہ جس سے مسئلہ بنا تھا جیسے کہ مسئلہ چھ سے بنا تھا اور وارثوں کے حصے ملائے گئے تو آٹھ ہو گئے جیسے کہ ایک عورت مری اس نے خاوند۔ ماں۔ اور دو بہنیں چھوڑیں تو مسئلہ چھ سے ہوا۔ اُس میں سے آدھا یعنی تین خاوند کو ملے اور ایک ماں کو ملا اور چار دونوں بہنوں کو ملے تو کل مسئلے کے آٹھ حصے ہوئے حالانکہ مسئلہ چھ سے بنا تھا تو اس صورت میں مال کے آٹھ حصے کر کے اسی طرح بانٹ دیا جاوے گا۔ جاننا چاہئے کہ جن عددوں سے مسئلے بنتے ہیں وہ کل سات عدد ہیں جن میں سے چار عدد تو ایسے ہیں

کہ جن کا کبھی عول نہیں ہوتا اور وہ عدد یہ ہیں دوؔ۔ تینؔ۔ چارؔ۔ آٹھؔ۔ یعنی اگر کوئی مسئلہ ان میں سے کسی عدد سے بنے گا تو مسئلے کے حصے ان عدد و ں سے نہ بڑھینگے، اور تین عدد ایسے ہیں کہ جن کا عول ہو جاتا ہے جیسے چھؔ۔ بارہؔ۔ چوبیسؔ۔ ان تین میں سے چھ کا دس تک عول ہو سکتا ہے یعنی جس مسئلہ کو چھ سے بنایا گیا ہے اس کے حصوں کی زیادتی سات آٹھ۔ نوؔ۔ دسؔ تک ہو سکتی ہے اور بارہؔ کا سترہؔ تک عول ہو سکتا ہے۔ یعنی جو مسئلہ بارہؔ سے بنا ہو اس کے حصے سترہ تک بڑھ سکتے ہیں اس طرح کہ تمام حصے ملکر تیرہؔ یا پندرہؔ یا سترہؔ ہو جاویں۔ چودہؔ یا سولہؔ نہیں ہو سکتے اور چوبیس فقط ستائیسؔ تک بڑھ سکتا ہے یعنی جو مسئلہ کہ چوبیسؔ سے بنا ہو اس کا عول صرف ستائیس ہو گا چھبیس یا چھبیس نہیں ہو سکتا۔

عددوں[1] کا حال معلوم کرنے کا بیان

اگر دو عدد برابر ہوں تو ان کو مساوی کہتے ہیں جیسے کہ چار روپیہ اور چار آدمی ان میں آدمیوں کا عدد یعنی چار۔ روپوں کے عدد یعنی چار کے برابر ہے۔ اور اگر دو عدد آپس میں چھوٹے بڑے ہوں تو وہ تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ چھوٹا

[1] جس چیزوں کی گنتی کی جائے اس کو عدد کہتے ہیں جیسے کہ ۲۔۳۔۴۔۵ وغیرہ اور عدد کے ٹکڑوں کو کسر کہتے ہیں جیسے آدھا۔ تہائی۔ چوتھائی۔ آٹھواں کہ یہ پورے عدد نہیں بلکہ عدد کے ٹکڑے ہیں ان کسروں میں سے جو کسر جس عدد میں بنا کر ٹھیک بن جاوے اُس عدد کو اس کسر کا مخرج کہتے ہیں جیسے کہ آٹھ کا آٹھواں حصہ ایک ہے تو آٹھ وہ عدد ہے جس سے آٹھواں حصہ ایک بن گیا اگر اس سے چھوٹا عدد لیتے جیسے کہ سات یا چھ تو اس کا آٹھواں حصہ ٹھیک نہ بنتا۔ تو کہا جاویگا کہ آٹھ کا عدد آٹھویں حصہ کا مخرج ہے اسی طرح چار کہ چوتھائی حصہ ہے چار میں آکر ٹھیک بن جاتا ہے۔ اس طرح کہ چار کا چوتھائی حصہ ایک ہے اگر چار سے چھوٹا عدد لیں تو اس کا چوتھائی حصہ ٹھیک نہ بنے گا بلکہ ایک سے کم رہے گا تو کہا جاوے گا کہ چار بیشک چوتھائی حصہ یعنی $\frac{1}{4}$ کا مخرج ہے تو اس طرح سمجھ لو کہ آدھے کے سوا ہر کسر کا مخرج اس کا ہمنام عدد ہوگا۔ تہائی کا مخرج تین۔ چوتھائی کا مخرج چار۔ آٹھویں حصہ کا مخرج آٹھ۔ دسویں حصہ کا مخرج دس اسی طرح دوسروں کو بھی عقل سے معلوم کر لو۔ ۱۲ منہ عفی عنہ ووالدیہ دام استفادہ۔

عدد کو مٹا دے یعنی بڑا عدد چھوٹے پر برابر بٹ جاوے اس کو تداخل کہتے ہیں جیسے کہ چار اور آٹھ کہ یہ دونوں چھوٹے بڑے عدد ہیں اور بڑا عدد یعنی آٹھ چھوٹے عدد یعنی چار پر برابر بٹ جاتا ہے اور اگر بڑا عدد چھوٹے عدد پر برابر نہ بٹ سکے تو یا تو کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو مٹا دے گا یا نہیں یعنی یا تو کوئی تیسرا عدد ایسا نکلے گا کہ جس پر چھوٹا اور بڑا دونوں عدد برابر بٹ جاویں گے اس کو توافق کہتے ہیں جیسے کہ چھ اور نو کہ یہ دونوں عدد آپس میں چھوٹے اور بڑے تو ہیں اور بڑا عدد چھوٹے عدد پر برابر بٹتا بھی نہیں۔ مگر ہاں یہ دونوں عدد تین پر برابر بٹ جاتے ہیں اسی کو توافق کہتے ہیں۔ پھر تیسرا عدد کہ جس پر یہ دونوں عدد برابر برابر بٹ جاویں جس کسر کا مخرج بنتا ہو اس توافق کو اسی کسر کی طرف نسبت دیں گے جیسے کہ چار اور چھ کہ ان دونوں کو دو کا عدد مٹا دیتا ہے اور دو آدھے کا مخرج ہے تو کہا جاوے گا کہ چار اور چھ میں آدھے کا توافق ہے اسی طرح چھ اور نو کہ اس کو تین مٹا دیتا ہے اور تین تہائی کا مخرج ہے تو کہا جاوے گا کہ چھ اور نو میں تہائی کا توافق ہے اور اگر یہ چھوٹے بڑے عدد ایسے ہوں کہ نہ تو ان میں سے بڑا چھوٹے پر برابر بٹتا ہو اور نہ ان دونوں کو تیسرا عدد مٹا سکتا ہو تو اس کو تباین کہتے ہیں۔ جیسے کہ سات اور نو یا گیارہ اور پندرہ کہ یہ چھوٹے اور بڑے ہیں مگر نہ تو ان میں سے چھوٹا بڑے کو مٹاتا ہے اور نہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو مٹا سکتا ہے کہ اس کی پہچان یہ ہے کہ بڑے عدد کو چھوٹے عدد پر بانٹو اور جب بڑا بٹ کر چھوٹا رہ جاوے تو پھر ان میں بڑے کو چھوٹے پر بانٹ دیا جاوے اسی طرح بار بار کرو اگر آخر میں ایک بچا تو سمجھو کہ ان دونوں میں تباین ہے اور اگر ایک سے زیادہ بچا تو سمجھو کہ ان دونوں میں توافق ہے اب جو عدد کہ بچ رہا وہ جس کسی کسر کا مخرج ہو اسی کسر کی طرف اس توافق کو نسبت دیدو جیسے کہ چوبیس کو نو پر بانٹ دیا تو چوبیس میں سے نو دو بار نکل گئے دو بار نو کے نکلنے سے چوبیس میں سے چھ بچے اب یہ چھ چھوٹا عدد ہے اور نو بڑا عدد ہے تو اب نو کو چھ پر بانٹ دیا تو نو میں سے چھ ایک دفعہ نکلنے سے تین باقی بچے تو کہا جاوے گا کہ نو اور چوبیس میں تہائی کا توافق ہے اس کو خیال رکھنا بہت ضروری ہے آگے اس کا بہت کام پڑے گا۔

حصوں کو برابر کرنیکا طریقہ اور اس کا بیان[لہ]

حصوں کو برابر برابر کرکے بانٹنے میں سات قاعدوں کے جاننے کی ضرورت پڑتی ہے ان میں سے تین قاعدوں میں تو صرف ایک ہی گروہ کے وارثوں کے عدد اور ان کے حصوں کو دیکھنا پڑتا ہے مثلاً دیکھو کہ بیٹے کتنے ہیں اور ان کو مال میں سے کتنے حصے ملے ہیں اور ان کی کیا نسبت ہے اور چار قاعدوں میں سے ایک قسم کے وارثوں کے عدد کو دوسری قسم کے وارثوں کے ساتھ دیکھنا پڑتا ہے یعنی اس طرح کہ بیٹو تین ہیں اور بیٹیاں پانچ ہیں تو دیکھا جاوے کہ تین کو پانچ سے کیسی نسبت ہے
پہلے تین قاعدے کہ جنہیں وارثوں اور اون کے حصوں کو دیکھنا جاتا ہے اُن میں سے پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ ہر وارث کے حصے برابر برابر وارثوں پر بٹ جاویں جب تو ضرب وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ میت

ماں	باپ	بیٹی	بیٹی
۱	۱	۲	۲

مسئلہ ۶

اس صورت میں مال کے چھ حصے کرکے ایک ایک تو ماں اور باپ کو دیا جاوے گا اور کُل مال کا دو تہائی یعنی چار دونوں بیٹیوں کو دیئے جاویں اس طرح کہ دو ایک بیٹی کو اور باقی دو دو دوسری بیٹی کو۔
دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ وارثوں کے صرف ایک گروہ پر ان کے حصے برابر نہ بٹ سکتے ہوں تو اب اُن وارثوں کے عدد کو اور ان کے حصوں کے عدد کو دیکھا جاوے اگر انہیں توافق ہو تو وارثوں کے عدد کے وفق کو لیکر اُس عدد میں ضرب دے دی جاوے کہ جس سے مسئلہ ہوا ہے اور اگر مسئلہ میں عول ہو تو عول سے ضرب دیدی جاوے یعنی اگر وارثوں کے عدد اور اُن کے حصوں کے عدد میں توافق آدھے کا ہو تو وارثوں کے عدد کا آدھا لیکر مسئلہ کے عدد سے ضرب دیدی جاوے

لہ جبکہ وارثوں کے کسی گروہ کا حصہ اُس گروہ پر برابر پورا نہ بٹ سکے تو ضرب وغیرہ دیکر ایسی صورت کیجاتی ہے کہ جس سے وہ حصہ برابر بٹ جاویں اس کو عربی زبان میں تصحیح کہتے ہیں اور اس کے سات قاعدے ہیں۔ اگر ایک ہی گروہ کے وارثوں پر کسر پڑے یعنی وارثوں کے ایک ہی گروہ کا حصہ اون پر پورا پورا نہ بٹ سکے اور باقی دوسروں کے حصے برابر اور پورے بٹتے ہوں تو اس کیلئے پہلے تین قاعدے اور اگر ایک سے زیادہ گروہوں پر کسر ہو تو اسکے بیان کو چار قاعدے ہیں

پھر جو عدد ضرب دینے سے بنے اُس سے مسئلہ کر دیا جاوے۔ جیسے

مسئلہ ۶			
ماں	باپ	بیٹی	۱۰ عدد
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{4}{10}$	

اس صورت میں مال کے کل چھ حصے کئے جاویں گے اسمیں سے ایک حصہ ماں کو اور ایک حصہ باپ کو چار حصے بیٹیوں کو لیکن بیٹیاں دس۱۰ ہیں اور انکے حصے چار ہیں اور چار حصے ۱۰ لڑکیوں پر برابر برابر نہیں بٹتے تو اب چار اور دس۱۰ میں نسبت دیکھی تو معلوم ہوا کہ دو پر چار اور دس۱۰ پورے پورے بٹ جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں آدھے کا توافق ہے پس دس کے آدھے یعنی پانچ کو چھ میں ضرب دی تو تیس۳۰ ہوئے ان میں پانچ پانچ ماں اور باپ کو دیئے گئے اور بیس۲۰ دس۱۰ لڑکیوں کو دیئے گئے۔ اب ان میں سے ہر لڑکی کو پورے پورے دو۲ دو۲ آگئے تو اصل مسئلہ چھ سے ہو کر تیس سے اوسکو صحیح کیا گیا۔

تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جن وارثوں کے گروہ پر حصہ برابر نہیں بٹتا اور ان کے وارثوں کی عددوں اور حصہ کے عددوں میں توافق نہیں ہے تو اس صورت میں ان وارثوں کے پورے عددوں کو اُس عدد میں ضرب دیں گے جس سے مسئلہ ہوا ہے اور اگر مسئلہ میں عول ہے تو اُس کے عول سے ضرب دیں گے اس کی مثال یہ ہی کہ

مسئلہ ۶		
باپ	ماں	لڑکیاں ۵ عدد
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{4}{6}$

اس صورت میں مسئلہ چھ سے کرکے ایک ایک ماں اور باپ کو دیئے گئے اور چار ۵ لڑکیوں کو دیئے گئے مگر چار حصے پانچ لڑکیوں پر پورے پورے نہیں بٹ سکتے اور چار پانچ میں تباین ہی تو پورے پانچ کو چھ میں ضرب دی تو تیس۳۰ حاصل ہوئے اس سے مسئلہ اس طرح کر دیا کہ پانچ پانچ ماں اور باپ کو اور بیس۲۰ ۵ لڑکیوں کو اب یہ بیس۲۰ ۵ لڑکیوں پر پورے بٹ گئے کہ ہر لڑکی کو چار چار مل گئے۔ دوسرے چار قاعدہ کہ جنمیں ایک گروہ کے وارثوں کے عدد کو دوسرے گروہ کے وارثوں کے عدد کیساتھ دیکھا جاتا ہی تین ہیں سو پہلا قاعدہ یہ ہی کہ وارثوں کو دو یا زیادہ گروہ ہوں کر اونکا ملا ہوا حصہ برابر پورا پورا نہیں بٹ سکتا تو اگر انکو عدد وں میں آپس میں برابری ہے مثلاً لڑکوں اور بیبیوں پر انکا حصہ پورا پورا نہیں بٹتا اور لڑکے بھی چار اور بیبیاں بھی چار تو یہیں قاعدہ یہ ہے کہ وارثوں میں سے ایک کے عدد کو وہیں

ملہ ان چاروں کی عددوں میں یہی پہلے ہر گروہ کے وارثوں کے [illegible] کے عددوں میں نسبت دیکھو جو ہوے گی اگر حصے کے عدد اور گروہ کے وارثوں کے عددوں میں [illegible] توافق ہوگا [illegible]
وارثوں کا عدد [illegible]

عدد سے ضرب دیدی جاوے کہ جس سے مسئلہ ہوا ہے اوس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص مرا اُس نے چھ لڑکیاں اور تینؔ دادیاں اور تینؔ چچا چھوڑے تو مسئلہ چھ سے ہوکر چھٹا حصہ یعنی ایک تین دادیوں کو اور چار ۴ لڑکیوں کو اور ایک باقی تین چچاؤں کو اس طرح ملے گا مثال میت مسئلہ ۱۸

لڑکیاں ۶ دادی ۳ چچا ۳

۴/۱۲ ۱/۳ ۱/۳

اب یہاں وارثوں کے تین گروہ ہیں ایک گروہ لڑکیوں کا۔ دوسرا دادیوں کا اور تیسرا چچاؤں کا اور تینوں گروہوں کو حصہ اُتنا اُتنا ملا ہے کہ اُن پر برابر پورا پورا نہیں بٹتا چھ لڑکیوں کو چار ملے تین دادیوں کو ایک اسی طرح تین چچاؤں کو بھی ایک ملا ہے۔ اب چھ لڑکیوں کو جو چار ملے ہیں ان چھ اور چار میں آدھے کا توافق ہے تو ہم نے لڑکیوں کے عدد کا آدھا یعنی تینؔ لیا اور چچا اور دادیوں کے عددوں اور ان کے حصوں میں تباین ہے تو ان کے پورے عدد یعنی تین تین لئے اب اس طرح ہو گیا کہ گویا تین لڑکیاں اور تین دادیاں اور تین چچا ہیں ان سب تین تین میں آپس میں برابری ہے تو ایک تین کو اصل مسئلہ یعنی چھ میں ضرب دی تو ۱۸ حاصل ہوئے اس ۱۸ میں سے ۱۲ تو چھ لڑکیوں کو اور ۳ تین دادیوں کو ۳ تینوں چچاؤں کو دیدیئے گئے جو کہ ان پر برابر بٹ گئے تو مسئلہ چھ سے ہوا اور اوسی کو ۱۸ سے صحیح کیا گیا۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ وارثوں کے چند گروہوں پر حصہ برابر پورا پورا نہیں بٹتا۔ اور اُن گروہوں کے عددوں میں آپس میں تداخل ہے یعنی اس کا چھوٹا عدد بڑے کو مٹا دیتا ہے تو اس میں یہ حکم ہے کہ بڑے عدد کو اس عدد سے ضرب دیدی جاوے کہ جس سے مسئلہ ہوا ہے جیسے مسئلہ ۱۴۴ میت زید

بیوی ۴ دادیاں ۳ چچا ۱۲

۳/۳۶ ۲/۲۴ ۷/۸۴

اس صورت میں چار بیبیوں کو تین حصے ملے اور ۴ و ۳ میں تباین ہے تو اس کا بڑا عدد چار لیا گیا اسی طرح ۳ دادیوں کو دو ۲ اور ۱۲ چچاؤں کو سات حصے ملے اور تین اور دو میں تباین ہے۔ اور ۱۲ و ۷ میں تباین ہے تو ان کے عدد کو پورا پورا لیا گیا یعنی تین تو دادیوں کا

عدد اور ۱۲ چچاؤں کا عدد ہے ہمارے پاس تین عدد ہیں ۴ و ۳ و ۲۔ بارہ کے عدد میں
۳ و ۴ دونوں داخل ہیں یعنی ۳ و ۴ دونوں کی بارہ پورا پورا تقسیم ہو جاتا ہو تو بڑے عدد یعنی
۱۲ کو اصل مسئلہ یعنی ۱۲ میں ضرب دی تو ۱۴۴ حاصل ہوئے ان میں سے ۳۶ تو ۴ بیویوں
کو دیئے گئے ۲۴ تین دادیوں کو اور ۸۴ بارہ چچاؤں کو دیئے گئے اب یہ سب کے سب
وارثوں پر پورے پورے بٹ گئے۔

تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جن وارثوں کے گروہوں پر مال کے حصے برابر نہیں بٹتے اُن کے
بعض کے عدد بعض دوسروں کے عدد کے ساتھ توافق رکھتے ہیں تو اس میں یہ قاعدہ
ہے کہ بعض کے عدد کے وفق کو لیکر دوسرے ورثہ کے عدد میں ضرب دی جاوے اب
ضرب دینے سے جو عدد حاصل ہوا۔ اب اس کو دوسرے ورثہ کے عدد سے نسبت دی
جاوے اگر یہ عدد جو ضرب سے حاصل ہوا ہے اس کے دوسرے ورثہ کے عدد کے ساتھ
توافق رکھتا ہو تو اس مجموعہ کے وفق کو دوسرے ورثہ کے پورے عدد میں ضرب دیجاوے
اور اگر ان دونوں میں تباین ہے تو پورے کو دوسرے ورثہ کے پورے عدد میں ضرب دی
جاوے اسی طرح جتنے ورثہ کے حصہ برابر ہوں یہی معاملہ کیا جاوے۔ جب تمام کام ختم ہو جاوے
تو پورے مجموعہ کو اُس عدد میں ضرب دی جاوے کہ جس سے مسئلہ ہوا ہے اسکی مثال یہ ہے

مسئلہ ۲۴ — تصحیح [illegible]

بیوی ۴	لڑکیاں ۱۸	دادیاں ۱۵	چچا ۶
۳ / [illegible]	۱۶ / [illegible]	۴ / [illegible]	۱ / [illegible]

اس صورت میں میت کے کل مال کے پہلے چوبیس حصے کئے گئے ان میں سے آٹھواں
حصہ یعنی ۳ چاروں بیبیوں کو دیا گیا۔ اب [illegible]
چار اور تین میں تباین ہے تو ہم نے اس چار کو رکھا اور ان میں سے ۲ حصے لڑکیوں کو
ملے لڑکیاں ۱۸ ہیں اور ان کے حصہ ۱۶ اور ۱۶ و ۱۸ میں تداخل نہیں تو دیکھا کہ ۱۶ اور ۱۸
میں کیا نسبت ہے معلوم ہوا کہ ان دونوں عددوں کو دو کا عدد مٹا سکتا ہے تو ۱۶ و ۱۸ میں
آدھے کا توافق ہے تو لڑکیوں کا آدھا عدد یعنی ۹ لئے۔ اب دادیاں پندرہ ہیں اور

سلہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ چار شریک سے زیادہ بڑکسر نہیں پڑتی۔ ۲۔ منہ

انکے حصے چار ہیں اور ۱۵ و ۴ میں تباین ہے اسی طرح چچا چھ اور ان کے حصہ ہیں ۱۔ اور
ان کے حصہ ۱ و ۶ میں تباین ہے تو دادیوں اور چچاؤں کے عدد پورے پورے رکھے گئے
تو اب ہمارے پاس اتنے عدد حاصل ہو گئے ۴ و ۶ و ۱۵ و ۹ اب ان عددوں میں آپس میں
دیکھا کہ ان میں کیا نسبت ہے معلوم ہوا کہ ۴ و ۶ میں آدھے کا توافق ہے تو چار کے
آدھے یعنی ۲ کو چھ میں ضرب دی تو ۱۲ حاصل ہوئے اب ۱۲ و ۹ میں تہائی کا توافق ہے
کیونکہ ان دونوں کو ۳ کا عدد مٹا دیتا ہے تو ۱۲ کے تہائی یعنی ۴ کو ۹ میں ضرب دیا تو ۳۶
حاصل ہوئے اور ۳۶ و ۱۵ میں دیکھا گیا تو وہ ہی تہائی کا توافق تھا کہ تین پر ۳۶ و ۱۵
دونوں برابر بٹ جاتے ہیں۔ تو ۱۵ کا تہائی ۵ لیکر ۳۶ میں ضرب دیا گیا تو ۱۸۰ حاصل ہوئے
اب ۱۸۰ کو ۲۴ میں ضرب دیا گیا تو ۴۳۲۰ حاصل ہوئے اس طرح مسئلہ کو صحیح کیا گیا۔

اب اس کو ان وارثوں پر اس طرح بانٹ دیا گیا[1]۔
کہ چار بیویوں کو ۵۴۰ دے گئے اور لڑکیوں کو ۲۸۸۰ دیئے گئے اور
دادیوں کو ۷۲۰ دیئے گئے اور ۱۸۰ چھ چچاؤں کو دیئے گئے۔ پس مسئلہ صحیح ہو گیا۔

چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جب وارثوں کی ایک سے زیادہ جماعتوں پر ان کے حصے
پورے پورے نہ بٹتے ہوں اور وہ وارثوں کے عدد آپس میں تباین کی نسبت رکھتے
ہوں تو ایک گروہ کے وارثوں کے عدد کو دوسرے گروہ کے وارثوں کے پورے عدد میں
ضرب دیں گے اور اس سے جو عدد حاصل ہوگا وہ بھی اگر تیسرے گروہ کے وارثوں کے عدد
سے تباین رکھتا ہو تو اس کو بھی تیسرے گروہ کے وارثوں کے پورے
عدد میں ضرب دیں گے۔ اس طرح تمام وارثوں کے

[1] صحیح کئے ہوئے مسئلہ سے وارثوں کو بانٹنے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دی گئی تھی اُسی عدد میں
اس وارث کے حصہ کو ضرب دیدی جائے کہ جو اسکو اصل مسئلہ سے ملا ہے جیسے کہ یہاں ۱۸۰ کو ۲۴ میں ضرب دیا گیا ہے
تو اب صحیح کئے ہوئے مسئلہ یعنی ۴۳۲۰ سے ہر وارث کو اس طرح دیں گے کہ جس کو ۲۴ میں سے جس قدر
حصے ملے ہوں گے اُن حصوں کو ۱۸۰ میں ضرب دیں گے تو جو حاصل ہوگا وہ اُس وارث کو دیا جائے گا تو یہاں ۲۴ میں سے چار
بیویوں کو تین ملے تھے تو [illegible] کو ۱۸۰ میں ضرب دی تو ۵۴۰ حاصل ہوئے وہ بیویوں کا حصہ ہوا اور لڑکیوں کو ۲۴ میں
سے ۱۶ ملے تھے ان ۱۶ کو ۱۸۰ میں ضرب دیا تو ۲۸۸۰ ہوئے یہ لڑکیوں کو دیئے گئے۔ اسی طرح عقل سے معلوم کرو۔
اس کا بیان [illegible]

عدد وفق میں ضرب دینگے پھر جو عدد ان سب ضربوں سے حاصل ہوگا اس کو مسئلہ کے عدد میں ضرب دیں گے اُس کی مثال یہ ہے۔

۵۰۴۰ / ۲۴

زید

بیوی ۲	دادیاں ۶	لڑکیاں ۱۰	چچا ۷
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

اس صورت میں میت کے مال کے چوبیس حصے کئے گئے دو بیویوں کو تین اور چھ دادیوں کو ۴ اور دس لڑکیوں کو ۱۶ اور سات چچاؤں کو ایک۔ ان گروہوں میں سے کسی گروہ کا حصہ اُس کے وارثوں پر پورا پورا نہیں تقسیم ہوتا اور بیویوں کے عدد اور انکے حصوں میں تباین ہے اور دادیوں کے عدد اور ان کے حصوں میں آدھے کا توافق ہے تو اس کے عدد کا آدھا یعنی ۳ لیا گیا۔ اسی طرح لڑکیوں کے عدد اور اُن کے حصوں میں آدھے کا توافق ہے تو لڑکیوں کے عدد کا آدھا لیا گیا یعنی ۵ اور چچاؤں کے عدد اور انکے حصوں میں تباین ہے اُس کو پورا رکھا گیا اب ہمارے پاس اتنے عدد ہوئے ۲ و ۳ و ۵ و ۷ ان سب میں آپس میں تباین ہے تو دو کو تین میں ضرب دی تو چھ حاصل ہوئے اور چھ اور پانچ میں تباین ہے تو چھ اور پانچ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل ہوئے اسی طرح ۳۰ و ۷ میں تباین ہے تو ۳۰ کو ۷ میں ضرب دینے سے کل ۲۱۰ حاصل ہوئے اس ۲۱۰ کو اصل مسئلہ کے عدد میں یعنی ۲۴ میں ضرب دی تو کل ۵۰۴۰ حاصل ہوئے اس سے مسئلہ کو صحیح کیا گیا اور پھر وارثوں پر اس طرح بانٹ دیا کہ دونوں بیویوں کو ۶۳۰ چھ دادیوں کو ۸۴۰ دس لڑکیوں کو ۳۳۶۰ اور سات چچاؤں کو ۲۱۰۔

صحیح کئے ہوئے مسئلہ سے ہر گروہ کو الگ اور اُسکے ہر وارث کو حصہ دینے کا طریقہ اور اُسکا بیان

مسئلہ کو بیان کئے ہوئے طریقوں سے صحیح کرنے کے بعد جبکہ وارثوں کے ہر گروہ کو اُس سے حصہ دینا چاہیں تو جس عدد کو کہ اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دی گئی تھی اس عدد میں ہر گروہ کے اُس حصہ کو ضرب دی جاوے کہ جو اُس کو اصل مسئلہ سے ملا ہے

پھر جو حاصل ہو وہ اس گروہ کا حصہ ہے جیسے کہ مسئلہ ۲۴ سے ہوا اور ۲۱۰ کو ۲۴ میں ضرب
دیکر مسئلہ کو صحیح کیا گیا تو جس گروہ کو ۲۴ میں سے ۱۶ ملے تھے تو اس کے حصے ۱۶ کو ۲۱۰ میں
ضرب دی جاوے اس سے جو ۳۳۶۰ حاصل ہوئے وہ اس گروہ کا حصہ ہے۔ اب اگر
اس حصہ کو اس گروہ کے وارثوں پر الگ الگ بانٹنا چاہو تو اس ۳۳۶۰ کو گروہ کے وارثوں
کے عدد پر بانٹ دیں تو جو حاصل ہو وہ اس کا حصہ ہے اسی طرح اوروں کو عقل سے معلوم
کرنا چاہئے۔

میت کے مال[1] کو اسکے وارثوں اور قرض مانگنے والوں پر بانٹنے کا بیان

جس عدد سے کہ مسئلہ کو صحیح کیا گیا ہے اس میں اور میت کے چھوڑے ہوئے مال
میں اگر برابری ہے جب تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں جیسے کہ مسئلہ ۲۴ سے بنایا گیا اور
مرحوم نے ۲۴ روپیہ چھوڑے تو چوبیس روپیہ پورے پورے بٹ گئے اگر اس میت کے
چھوڑے ہوئے مال اور مسئلہ کے عدد میں برابری نہیں ہے تو اگر دونوں میں تباین ہے
تو اصل مسئلہ سے ہر گروہ کو جتنا حصہ پہونچا ہے اس کو چھوڑے ہوئے مال میں ضرب دیا جاوے
پھر جو عدد کہ ضرب دینے سے حاصل ہوا اس کو صحیح کئے ہوئے اصل مسئلہ کے عدد[2] پر بانٹ
دیا جاوے پھر جو حاصل ہو وہ اس گروہ کا حصہ ہے جیسے کہ

مسئلہ ۶		تصحیح
ماں	باپ	بیٹی ۲
۱	۱	۴

اس صورت میں مسئلہ چھ سے بنا ایک ماں اور ایک باپ کو دیا گیا اور دو لڑکیوں کو
چار اور میت نے سات روپیہ چھوڑے ہیں تو ماں باپ اور لڑکیوں کو جتنے حصے
کہ چھ میں سے ملے ہیں اُن کو سات میں الگ الگ ضرب دیکر چھ پر بانٹ دیا جاوے۔

---

[1] اس چھوڑے ہوئے مال سے وہ مال مراد ہے کہ جو روپیہ یا اشرفی کی قسم سے ہو یا مال منقول یا غیر منقول کہ جس کی قیمت روپیہ یا اشرفی سے لگائی جاتی ہو ۱۲۔

[2] [illegible] دونوں طرح اور جگہ بھی اگر عدد عول ہو تو اسپر تقسیم کیا جاوے گا ۱۲ منہ

جیسے کہ لڑکیوں کو چار ملے ہیں تو چار کو سات میں ضرب دی جاوے تو ۲۸ حاصل ہوئے اب ۲۸ کو ۶ پر بانٹ دیا جاوے تو چار پورے اور ۲ تہائی ۲/۳ حصے ہوے یعنی چار روپیہ پورے اور باقی ۴ روپے کے ۶ حصے کرو ان میں سے ایک یعنی دس آنہ آٹھ پائی لڑکیوں کا حصہ ہوا۔ اسی طرح اوروں کے حصے معلوم کر لو۔ اور اگر مسئلہ کے عدد اور چھوڑے ہوئے مال میں توافق ہو تو ہر گروہ کے حصہ کے وفق کو لیکر چھوڑی ہوئی مال کا وفق میں ضرب دو اور جو عدد کہ ضرب دینے سے حاصل ہو اس کو اصل مسئلہ کے عدد وفق پر تقسیم کرو جیسے کہ میت ۶ ترکہ ۸

ماں	باپ	لڑکی ۲
۱	۱	۴

اس صورت میں مسئلہ کو چھ سے بنایا گیا اور مرنے والے نے آٹھ روپے چھوڑے اور ۸ و ۶ میں آدھے کا توافق ہے یعنی دو کا عدد چھ و آٹھ دونوں کو مٹا سکتا ہے تو وارثوں میں سے ہر ایک گروہ کے حصے کو ۸ کے آدھے چار میں ضرب دی پھر جو حاصل ہوا اس کو چھ کے آدھے یعنی تین پر بانٹ دیا جو نکلا وہ ہر گروہ کا حصہ ہے تو یہاں لڑکیوں کے حصے یعنی چار کو آٹھ کے آدھے یعنی چار میں ضرب دی تو ۱۶ حاصل ہوئے اور اس ۱۶ کو ۶ کے آدھے یعنی ۳ پر بانٹ دیا تو ۵ ۱/۳ ملے یعنی ۵ پورے اور باقی ایک کا تہائی ۱/۳ لڑکیوں کو ملا اب جو حصہ اس طریقہ سے ہر گروہ کو ملا اگر اس حصہ میں سے ہر شخص کا الگ الگ حصہ معلوم کرنا چاہیں تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جو حصہ ہر وارث کو اصل مسئلہ سے ملا ہے اس کو یا تو پورے چھوڑے ہوئے مال میں ضرب دیں اگر مال اور اصل مسئلہ کے عددوں میں تباین ہو یا چھوڑے ہوئے مال کے وفق میں ضرب دیں اگر چھوڑے ہوئے مال اور مسئلہ کے عددوں میں توافق ہو پھر جو حاصل ہوا اس کو پورے مسئلہ کے عدد پر پہلی صورت میں یعنی جبکہ مال و اصل مسئلہ کے عدد و میں تباین ہو یا وفق اصل مسئلہ کے عدد پر دوسری صورت میں یعنی جبکہ مال و اصل مسئلہ کے عددوں میں توافق ہو تقسیم کریں جو حاصل ہو وہ اس وارث کا حصہ ہے جیسے کہ کل لڑکیوں کو ۵ ۱/۳ ملا ہے اب ہر ایک لڑکی کا الگ الگ حصہ معلوم کرنا ہو تو اصل مسئلہ یعنی چھ میں سے

جو دو دو ہر ایک لڑکا کو ملے تھے اس دو میں ہر دو ماں کے وفق جا ٤ و ضرب دیا تو ٨ حاصل ہوئے اس کو اصل مسئلہ ٨ کے اوفق یعنی ٢ پر تقسیم کیا تو ٢ پانچ نکلا وہ ہر ایک لڑکی کا الگ حصہ ہے اسی طرح سب کو معلوم کر لو یہ تو وارثوں کے حصہ کا بیان ہوا اب اگر میت پر قرض چند لوگوں کا تھا تو ہر شخص کے قرض کو وارث کے حصہ کی طرح ان کرو ہی کام کرو جو میت کے وارثوں کے حصے کے ساتھ کیا گیا تھا جیسے کہ ایک آدمی مرا اس پر زید کے دو روپیہ اور محمد کے ٤ روپیہ اور احمد کے تین روپیہ قرض تھے تو کل قرضہ ٩ روپیہ ہوا اور اس کے کفن دفن کے بعد کل ٨ روپیہ بچے تو ان قرضخواہوں کے قرضوں کو حصہ کی طرح بناؤ اس طرح

احمد	محمد	زید
٣	٤	٢

میت ٩ — عبدالرحمٰن

اس صورت میں ہر شخص کے قرض کو اس کے نیچے رکھا اور ان تمام قرضوں کو ملا کر جو عدد ملا اس کو اصل مسئلہ بنا دیا اب اس عدد سے اور چھوڑے ہوئے مال سے نسبت دیکر اسی قاعدہ سے بانٹو جو کہ اوپر گذرا۔

کسی وارث کی حصہ سے نکل جانے کا بیان

وارثوں میں سے اگر کوئی وارث اپنا حصہ میت کے مال سے نہ لے بلکہ معاف کردی اور اپنا حصہ چھوڑ دے تو مسئلہ کے عدد سے اس کا حصہ نکالکر جو باقی بچے اس باقی بچے ہوئے کو دوسرے وارثوں پر بانٹ دو پھر جو حاصل ہو وہ ہر وارث کا حصہ ہے۔
اوس کی مثال یہ ہے۔

چچا	ام	خاوند
١	٢	٣

میت ٦ — فاطمہ

اس صورت میں چھہ سے مسئلہ بنایا گیا جس میں سے تین خاوند کا حق ہے اور ٢ ماں کا اور ایک چچا کا اب خاوند نے اپنا حصہ معاف کر دیا یا چھوڑ دیا تو اس تین کو چھہ سے نکالدیا تو تین باقی بچے اس تین سے مسئلہ بنا ہے اب دیکھا کہ چھہ میں سے ماں کو دو حصہ ملے تھے

اور چچا کو ایک تو ان میں سے دو ماں کو دیئے گئے اور ایک چچا کو مطلب یہ ہوا کہ اگر خاوند اپنا حصہ لیتا تو مال کے چھ حصہ ہوتے اور اس میں سے ماں کو دو اور چچا کو ایک ملتا اب جب خاوند نے اپنا حصہ معاف کر دیا تو میت کے کل مال کے تین حصے کر دیے اور تین میں سے ماں کے دو اور چچا کو ایک دیدیا یا اس طرح سمجھو کہ

زید
مسئلہ ۳۲
بیوی ۴ — بیٹے ۴
۲۸

اس صورت میں ۸ سے مسئلہ بنا اور ۳۲ سے مسئلہ کو صحیح کیا گیا کیونکہ ۸ میں سے ایک بیوی کو دیا گیا تو باقی ۷ چار لڑکوں کے حصے میں آئے اور ۴ و ۷ میں تباین ہے تو ۴ کو مسئلہ کے عدد ۸ میں ضرب دی ۳۲ حاصل ہوئے اس ۳۲ میں سے ۴ بیوی کو دیدیے اور سات سات ۴ بیٹوں کو اب ان میں سے اگر کوئی بیٹا اپنا حصہ معاف کر دے تو ۳۲ میں ۷ نکال دو باقی ۲۵ رہے اس ۲۵ میں سے ۴ بیوی کو سات سات ۳ بیٹوں کو دیدو۔

میت کے ذی فرض وارثوں پر بچا ہوا مال دوبارہ بانٹنے کا بیان

جبکہ میت کے ذی فرض وارثوں سے مال بچ رہے اور اس بچے مال کا لینے والا کوئی وارثوں میں سے نہ ہو تو اس بچے ہوئے مال کو اُن ہی ذی فرض وارثوں پر دوبارہ بانٹ دیں گے کہ جن کو پہلے دے چکے تھے اور جتنا جتنا کہ پہلے ان ذی فرض وارثوں کو دیا گیا تھا۔ اتنا ہی دوبارہ دیا جاویگا جیسے کہ پہلے لڑکیوں کو اگر دو تہائی دیا گیا تھا تو اب بھی اتنا ہی دو۔ سوائے خاوند اور بیوی کے کہ ان کو بچا ہوا مال دوسری مرتبہ نہیں ملتا[1]۔

[1] مگر آجکل بیت المال نہیں ہے اور اگر کسی جگہ ہے بھی تو وہاں کا بادشاہ یا دوسرے لوگ اس کا ٹھیک طرح انتظام نہیں کرتے اور اس کے مال کو مناسب جگہ خرچ نہیں کرتے اس لئے اگر بیوی یا خاوند کے سوا کوئی اور شخص اس بچے ہوئے مال کا حقدار نہ ہو یعنی نہ تو کوئی عصبہ ہو اور نہ کوئی ذی فرض اور نہ ذی رحم اور نہ مولا الموالات وغیرہ غرضکہ کوئی بھی اس کا حق دار نہ ہو تو بچا ہوا مال پھر دوبارہ خاوند یا بیوی ہی کو دیدیں گے۔ اور بیت المال میں نہ جانے دیں گے بلکہ اگر میت کے خاوند یا بیوی ہی ہو تو وہ ۔۔۔ کے بھائی بہن کو

اب اس مال کو دو بارہ بانٹنے کے چار قاعدے ہیں پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ میت کے ایک ہی طرح کے وارث ہوں اور اس کے ساتھ خاوند یا بیوی نہ ہو اس صورت میں وارثوں کے عدد سے مسئلہ بنا دیا جاوے گا جیسے کہ کوئی شخص مرا اور اوسنے فقط دو لڑکیاں چھوڑیں اس صورت میں بیوی موجود نہیں اور وارث ایک ہی طرح کے ہیں یعنی فقط لڑکیاں ہیں تو اب مال کو دو حصہ کرکے ایک حصہ ایک لڑکی کو اور دوسرا حصہ دوسری لڑکی کو دیدیا جاوے گا۔

دوسرا قاعدہ یہ ہو کہ میت نے کئی طرح کے وارث چھوڑے اور بیوی یا خاوند نہ چھوڑی تو اس صورت میں جتنے حصے اُن سب وارثوں کے ہوتے ہوں اُن حصوں کے مجموعہ کے برابر عدد سے مسئلہ بنا دیا جاوے جیسے کہ ایک آدمی مرا اُس نے ایک ماں اور دو لڑکیاں چھوڑیں اس صورت میں وارث دو طرح کے ہیں ایک ماں اور دوسری لڑکیاں اب ماں کا حق چھٹا حصہ ہے اور لڑکیوں کا حق دو تہائی تو مسئلہ چھ سے کیا اس میں سے ایک ماں کو اور چار دو لڑکیوں کو دیدے ایک باقی بچا اس کا لینے والا کوئی نہیں تو ان دونوں وارثوں کے حصہ کو ملا کر دیکھا تو کل پانچ تھے تو پانچ سے مسئلہ بنا دیا گیا۔ اس پانچ میں ایک ماں کو اور چار دونوں لڑکیوں کو دیدیا گیا۔

تیسرا قاعدہ یہ ہو کہ وارث تو ایک ہی قسم کے ہوں مگر اُن کے ساتھ بیوی یا خاوند بھی ہو جنپر کہ مال دوبارہ نہیں بٹتا اس کا قاعدہ یہ ہو کہ بیوی یا خاوند کے حصہ کا جو مخرج ہو اوس سے مسئلہ بنا دیا جاوے اور اوس سے اوس کی بیوی یا خاوند کا حق دیدیا جاوے پھر جو باقی بچے اگر دوسرے وارث پر برابر بٹ جاتا ہو تو اچھا جیسے

مسئلہ ۴	فاطمہ
خاوند	لڑکیاں ۳
۱	۳

لہ بقیہ صفحہ ۲۷ دیدینگے۔ ہر طرح کوشش کرینگے کہ بیت المال میں میت کا مال نہ جائے ۲۔ رد المحتار منہ؛ بیت المال سے مراد یہ ہو کہ مسلمانوں کا مال ایک جگہ اس لئے رکھدیا جاتا ہو کہ مسلمانوں کے کاموں میں اس مال کو خرچ کیا جاوے۔ رہی یہ بات کہ بیت المال کتنی قسم کا ہو اور اس کا مال کہاں کہاں خرچ کیا جاوے اس کی بحث بڑی ہی یہاں اسکا بیان کرنیکا موقعہ نہیں اور یہ بات ظاہر ہو کہ اس زمانہ میں ظلم بڑھا ہوا ہو اور لوگوں میں امانت نہیں رہی بیت المال کے مال کو انتظام کرنے والے لوگ اپنے گھر خرچ کرینگے اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ مسلمان میت کا مال کو وہاں نہ بھیجا جاوے ۱۲۔

اس صورت میں خاوند کا جو تہائی حصہ کا حق تھا تو چوتھائی کے مخرج ۴ سے مسئلہ بنایا گیا۔ باقی جو تین بچے وہ تین لڑکیوں پر پورے پورے بٹ جاتے ہیں۔ مسئلہ پورا ہو گیا اور اگر باقی بچا ہوا مال دوسرے وارث پر برابر نہیں بٹتا تو دیکھو کہ وارثوں کے عدد اور باقی بچے ہوئے عدد میں کیا نسبت ہے اگر تباین ہو جب تو پورے وارثوں کے عدد کو پورے مخرج میں ضرب دیدی جائے اور اگر توافق ہو تو وارثوں کے عدد کے وفق کو خاوند یا بیوی کے حق کے مخرج میں ضرب دی جاوی جہاں تباین ہو اس کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۴	فاطمہ
خاوند	لڑکیاں ۵
۱ / ۵	۳ / ۱۵

اس صورت میں چار سے مسئلہ ہوا ایک خاوند کو ملا باقی تین ۵ لڑکیوں کیلئے بچے، ور تین و پانچ میں تباین ہے تو پورے پانچ کو چار میں ضرب دی تو بیس ۲۰ حاصل ہوئے اب ۲۰ میں سے ۵ خاوند کو اور باقی ۱۵ پانچ لڑکیوں کو دیا۔

چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ میت کے کئی طرح کے وارث ہوں اور ان کے ساتھ بیوی یا خاوند بھی ہو اس صورت میں یہ کیا جاوے گا کہ پہلے تو بیوی یا خاوند کے حق کے مخرج سے مسئلہ بنا کر اس سے بیوی یا خاوند کا حق اس سے دیدیا جاوے گا اب جو عدد باقی بچیں وہ اگر دوسرے وارثوں پر پورے بٹ جاتے ہوں جب تو خیر جیسے کہ

مسئلہ ۴		
بیوی	دادیاں ۴	ماں شریکی بہن
۱	۱	۲

اس صورت میں دادیوں کا حق چھٹا حصہ ہے جو کہ چھ میں سے ایک ہے اور ماں شریکی بہنوں کا حق تہائی ہے جو کہ چھ میں سے دو ہیں تو دادی اور بہنوں کے کل حصہ تین ہوئے اور جبکہ ۴ سے مسئلہ بنا کر اس میں سے ایک تو بیوی کو دیدیا گیا تو تین باقی بچے اور یہ ۳ دادی اور بہنوں کے حصوں کی برابر ہیں۔ اور

گر باقی بچے ہوئے عدد دوسرے وارثوں کے حصہ کے برابر نہوتے ہوں تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ بیوی یا خاوند کے حق کے مخرج سے مسئلہ کیا جائے اور دوسری وارثوں کے حصوں کو ملا کر مخرج میں ضرب دی جائے جو عدد کہ ضرب سے حاصل ہووے اُس سے مسئلہ بنایا جائے اب جو بیوی یا خاوند کو حصہ ملا تھا اس کو باقی وارثوں کے حصوں کے مجموعہ میں ضرب دی جائے اور دوسرے وارثوں کے حصوں کے مجموعہ کو اوس عدد میں ضرب دی جائے کہ جو بیوی یا خاوند کو اس کا حصہ دینے کے بعد مخرج سے بچا جیسے

میت ۴۰	۵	زید
بیوی ۸/۱	لڑکیاں ۳/۲	دادیاں ۶/۱
۵	۲۸	۷

اس صورت میں بیوی کا حق آٹھواں حصہ ہے یعنی آٹھ میں سے ایک اور لڑکیوں کا حصہ دو تہائی یعنی چھ میں سے چار اور دادیوں کا حق چھٹا حصہ یعنی چھ میں سے ایک ہے تو لڑکیوں اور دادیوں کا حصہ ملایا گیا تو کل پانچ ہوئے ان پانچ کو خیال میں رکھا ۸ سے مسئلہ بنایا اُن میں سے ایک تو بیوی کو دیا اب ۷ باقی بچے اب ۵ کو (جو کہ لڑکیوں اور دادیوں کے حصوں کا مجموعہ ہے) ۸ میں ضرب دی تو چالیس حاصل ہوئے اُس سے مسئلہ بنایا گیا اب بیوی کو جو ایک ملا تھا اس کو ۵ میں ضرب دیکر بیوی کو دیدیا گیا یعنی ۵ بیوی کو دیدیئے اور ۵ کو ۷ میں ضرب دی تو ۳۵ حاصل ہوئے وہ دادیوں اور لڑکیوں کو دیدیا گیا اب دادیوں کو جو چھ میں ایک ملا تھا اس ایک کو ۷ میں ضرب دی تو ۷ حاصل ہوئے وہ ۷ دادیوں کو دیدیئے اور لڑکیوں کو چھ میں سے چار ملے تھے اُن چار کو ۷ سے ضرب دی تو ۲۸ حاصل ہوئے وہ ۲۸ لڑکیوں کو دیدیئے گئے۔

مناسخہ کا بیان

[illegible] کے بعض حصے [illegible] تقسیم ہونے سے پہلے میراث بخاوی
[illegible] ہوا تھا کہ بعض وارث

مرگئے تو اس میت کا مال اُن مرے ہوئے وارثوں کے وارثوں کو ملیگا۔ اس کی مثال ایسی سمجھو کہ

شکل ۱ مسئلہ			ہندہ
میت			فاطمہ
	خاوند	بیٹی	ماں
شکل نمبر ۲ میت			خاوند
	بیوی	ماں	باپ
شکل نمبر ۳ میت			بیٹی
	بیٹے ۲	بیٹی ۱	دادی
شکل نمبر ۴ میت			دادی
	خاوند	بھائی	

ابھی یہ مال میت کا ان وارثوں پر تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ خاوند کا انتقال ہوگیا اوس نے شکل نمبر ۲ کے وارث چھوڑے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے پھر میت فاطمہ کی بیٹی کا انتقال ہوا اس نے شکل نمبر ۳ والے وارث چھوڑے پھر اس دادی کا انتقال ہوا اوس نے شکل نمبر ۴ کے وارث چھوڑے۔ اب اس کا قاعدہ یہ ہی کہ اول پہلے مسئلہ کو جس کی میت فاطمہ ہی صحیح کرلو اور اس صحیح سے اوس کے جتنے وارث تھے[1] اونکا حصہ دیدو پھر دوسرے مسئلہ کو جسمیں کہ خاوند میت ہی اس کو صحیح کرو اور اوس کے صحیح کئے ہوئے عدد کو خاوند کے جتنے وارث تھے ان کو دیدو اب دیکھو کہ جو حصہ خاوند کو پہلی میت فاطمہ کے مال سے ملا ہی اوس کے عدد اور اُس خاوند کے مسئلہ کے عدد میں کیا نسبت ہے اگر اُس خاوند کو پہلے ملا ہوا مال اوس کے وارثوں پر برابر بٹ جاوے تو بہت اچھا اور اگر برابر نہ بٹے تو دیکھو کہ اگر اوس کی تصحیح اور اوس کے پہلے ورثہ کے عدد میں توافق ہی تو دوسرے مسئلہ کے وفق کو پہلے مسئلہ کی صحیح کئے ہوئے عدد میں ضرب دیدو اور اگر دوسرے مسئلہ کی تصحیح اور اس کی میت کا جو مال ہی اس میں تباین ہے تو دوسرے مسئلہ کی پورے صحیح کئے ہوئے عدد کو پہلے مسئلہ کے پورے صحیح کئے ہوئے عدد میں ضرب دیدو اب جو عدد اس ضرب سے حاصل ہوا یہ پہلے اور دوسرے دونوں مسئلوں کا مخرج ہوا اب پہلے مسئلہ کے وارثوں کو جو حصہ پہلے مل چکا تھا اوس حصہ کو اس عدد میں ضرب دو کہ جس کو پہلے مسئلہ کی تصحیح میں ضرب دیا گیا ہے اور دوسری

[1] پہلے مسئلہ کو صحیح کرتے وقت وہ تمام لوگ وارث شمار کرلیے جائیں گے کہ جو فاطمہ کے مرتے وقت موجود تھے۔ اگرچہ اب تو اُن میں سے بعض وارث مرچکے ہیں۔ منہ

مسئلہ کے وارثوں کو جو دوسرے مسئلہ سے حصہ ملا ہے اسکو اس کو عدد میں ضرب دو
کہ جو میت کے پاس ہے اگر اس میت کے پاس کے عدد اور اس مسئلہ کے صحیح کئے
ہوئے عدد میں تباین ہے اور اگر ا فق ہے تو اس میت کے وارثوں کے حصوں کو
اوس میت کے پاس کے عدد کے اوفق میں ضرب دیدو۔ اب تیسرا اور چوتھا مسئلہ
جو باقی رہا اوس کے اندر بھی یہی کام کرو جو کہ دوسرے مسئلہ میں کیا یعنی یہ کہ دوسرے
مسئلہ کی تصحیح کو پہلے مسئلہ کی تصحیح میں ضرب دینے سے جو حاصل ہوا اس پورے
مجموعہ میں تیسرے مسئلہ کے صحیح کئے ہوئے عدد کو ضرب دیدی جاوے اسیطرح
آئندہ کام کیا جاوے اس کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ نمبر۱ میں وارثوں پر دوبارہ مال بانٹنا پڑے گا کیونکہ مسئلہ ۱۲ سے ہوکر

۱۲۸ / ۳۲ / ۱۲ / ۴	خاوند	بیٹی	ماں
	$\frac{1}{4}$	۹	۳

خاوند کو تین اور بیٹی کو چھ اور ماں کو ۲ ملتے ہیں تو کل ۱۱ ہوئے ایک باقی بچا۔
تو اب اس کو رد کرنا پڑا اس طرح کہ اول مسئلہ چار سے بنا کر خاوند کو ایک دیدیا اور
بیٹی اور ماں کے حصے تھے چار اور یہاں کل ۳ باقی بچے ہیں تو پورے چار کو چار میں ضرب
دی تو ۱۶ حاصل ہوئے اس ۱۶ میں سے چار خاوند کو اور ۹ بیٹی کو اور تین ماں کو دیے
نمبر۱ کے مسئلہ کا کام ختم ہوا۔

نمبر۲۔	بیوی	ماں	باپ
	$\frac{1}{4}$ / ۸	$\frac{1}{4}$ / ۸	$\frac{2}{4}$ / ۱۶

اب نمبر۲ کا مسئلہ دیکھا تو چار سے صحیح ہوتا ہے اور خاوند کو پہلے مسئلہ سے چار ہی ملے ہیں تو چار چار پر برابر بٹ گئے اس
میں ایک بیوی کو اور ایک ماں کو اور دو باپ کو دیدیا گیا اس کا بھی کام پورا ہوا۔
اب دیکھا مسئلہ نمبر۳

نمبر۳۔	دادی	بیٹے ۲	بنت
	$\frac{1}{6}$	$\frac{4}{12}$ / ۲۱	$\frac{1}{3}$ / ۲

اس میں مسئلہ ۶ سے بنتا ہے اور بیٹی کو پاس پہلے مسئلہ سے ملے ہوئے ۹ ہیں
اور ۹ و ۶ میں تہائی کا توافق ہے کیونکہ

۹ و ۶ دونوں کو ۳ فنا کر دیتا ہے تو چھہ کا تہائی دو لیکر اس کو پہلے مسئلہ کے عدد میں ضرب دیا۔ چونکہ ۱۶ تہا تو ضرب دینے سے ۳۲ حاصل ہوئے اس ۳۲ میں سے پہلے مسئلے میں ماں کے حصے کو ۲ سے ضرب دیا تو چھہ حاصل ہوئے اسی ۱/۲ کے مسئلہ میں بیوی اور ماں اور باپ کے حصوں کو ۲ میں ضرب دو تو بیوی کو ۲ اور ماں کو ۲ اور باپ کو ۴ ملے اب نمبر ۳ کے مسئلہ کے وارثوں کے حصوں کو اس عدد کے تہائی میں ضرب دیا کہ جو میت کے پاس ہی اور وہ ۹ ہیں اس کی تہائی ۳ ہوئے تو اس ۳ کے وارثوں کے حصوں کو جب ۳ میں ضرب دیا تو دادی کو تین اور ۲ لڑکوں کو ۱۲۔ اور لڑکی کو ۳ ملے۔ ان سب حصوں کو جمع کیا گیا تو وہی ۳۲ ہو گئے ۳/۳ کے مسئلہ کا کام ختم ہوا۔

نمبر ۴

نمبر ۴	مسئلہ ۴/۳	تباین	دادی معہ ۹
	خاوند ،		بہائی دو عدد
	۱/۱۸		۲/۱۸

اب نمبر ۴ کے مسئلہ میں دادی میت ہے اس کو پہلے ۹ مل چکے ہیں ۱ کے مسئلہ میں چھہ اور نمبر ۳ کے مسئلہ میں ۳ اور نمبر ۴ کا مسئلہ بنتا ہے ۴ سے اور چاروں نمبروں میں تباین ہی تو پورے چار کو ۳۲ میں ضرب دی تو ۱۲۸ حاصل ہوئے ۳۲/۱۲۸ اب اوپر کے تین مسئلوں کے وارثوں کے حصوں کو تو چار میں ضرب دیں گے اور نمبر ۴ کے وارثوں کے حصوں کو ۹ میں اس سے اس طرح حساب بنے گا کہ نمبر ۱ کے وارث تو سب مر چکے اور انہی کے مال کے حصے بٹ رہے ہیں۔ نمبر ۲ میں بیوی اور ماں باپ کے حصوں کو ۴ میں ضرب دیں تو بیوی کو ۸ اور ماں کو اور باپ کو ۱۶ ملے نمبر ۳ کے مسئلہ میں دادی مر گئی اسی کا مال بٹ رہا ہے تو دو بیٹوں اور بیٹی کے حصوں کو چار میں ضرب دی تو لڑکوں کو ۴۸ اور لڑکی کو ۱۲ ملے ۴ کے وارثوں کے حصوں کو ۹ میں ضرب دی تو خاوند کو ۱۸ اور دو بہائیوں کو ۱۸ ملے اب کل حصوں کو جب جمع کیا تو وہی ۱۲۸ حاصل ہوئے اس طرح اوس کے بعد تمام زندہ لوگوں کے نام انکے حصوں کے ساتھ ایک جگہ "الاحیاء" لکھہ کر اوس کے نیچے اور جتنے لوگ کہ مرے ہوئے ہیں اون کے نام کے نیچے "ل" اس طرح کا لالی خط لگا دیا تاکہ نشان رہے۔

۱۲۸
المبلغ

۱۲ مصہ ۶

خاوند	دو بھائی	دو بیٹے	بیٹی	باپ	ماں	بیوی
۱۸	۱۸	۴۸	۱۲	۱۶	۸	۸

۸
۸
۱۶
۴۸
۱۲
۱۸
۱۸
۱۲۸

ذوی رحم وارثوں کا بیان

"ذوی رحم[۵]" میت کا وہ کنبہ والا وارث ہی کہ جو ذوی فرض اور عصبہ نہ ہو یہ ذوی رحم وارث بھی عصبہ کی طرح چار قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم تو وہ کہ جو میت کی اولاد میں ہوں جیسے نواسی نواسے اور پوتی کی اولاد۔ دوسری قسم وہ کہ میت جن کی اولاد میں ہو جیسے کہ فاسد دادی اور فاسد دادا جیسے کہ ماں کا باپ اور ماں کی دادی کہ میت کی فاسد دادا اور فاسد دادی ہے۔ تیسری قسم وہ کہ میت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں جیسے کہ میت کے بھانجے اور بھانجی یعنی میت کی بہن کی اولاد۔ اور چوتھی قسم وہ کہ جو میت کے دادا اور دادی کی اولاد ہوں جیسے کہ ماموں اور خالہ، پھوپی اور باپ کا ماں شریکا بھائی یہ لوگ اور ان کے علاوہ جو شخص کہ ان کے ذریعہ سے میت کا رشتہ دار ہو

[۵]ا مناسخہ کا مسئلہ لکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ لفظ میت کو لمبا کر کے لکھا اور اوس کے الٹی جانب میں میت کا نام لکھا اور سیدھے کنارے پر وہ عدد لکھا کہ جس سے یہ مسئلہ بنے گا پھر میت کے نام کے الٹی طرف "معف" لکھ کر اوس مال کے عدد لکھیے کہ میت کے پاس پہلے مسئلہ میں سے ملے ہوئے موجود ہیں اور میت کے نام اور مسئلہ کے عدد کے بیچ میں میت کے مال کے عدد اور مسئلہ کے عدد کے درمیان والی نسبت لکھیں تاکہ اس میں آسانی ہے اس کی مثال یہ ہی جیسے مسئلہ ۳ میں تھا۔ وہ یہ ہی مت ۶ توافق بالثلث بیٹی معف ۹ ثلث ۳ اگر معف اور عدد کے مسئلہ میں توافق ہوا تو معف کا وفق بھی معف کے عدد کے بعد لکھ دو جیسا کہ ہم نے مثال میں دکھایا۔ واللہ اعلم منہ غفرلہ

[۵]۲ ذوی رحم وارث عصبہ کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں اسی طرح خاوند اور بیوی کے سوا دوسرے ذوی فرض وارثوں کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہوتے ہیں۔ کیونکہ خاوند بیوی پر بچا ہوا مال دوبارہ نہیں بٹتا اور دوسرے ذوی فرض وارثوں پر بچا ہوا مال دوبارہ بٹ جاتا ہے تو جب کہ ان ذوی فرض وارثوں پر دوبارہ مال بٹ گیا تو اب ذوی رحم کے لئے بچا ہی کیا کہ جو وہ ذوی رحم لے یہ مسئلہ سراجیہ سے ماخوذ ہے۔
۱۲ منہ

وہ سب ذی رحم وارث ہیں ان میں بھی جو میت سے قریب کا رشتہ رکھتا ہوگا وہ دور والے رشتہ دار کو محروم کر دے گا۔ ان میں سے پہلے میت کی اولاد وارث ہے اور اگر میت کی اولاد نہو تو وہ وارث کہ میت ان کی اولاد میں ہو اور اگر وہ بھی نہوں تو وہ وارث کہ جو میت کے ماں باپ کی اولاد میں سے ہوں اگر یہ بھی نہوں تو وہ وارث کہ میت کے دادا کی اولاد میں ہوں "

پہلی قسم کے ذی رحم وارث کا بیان

اس میں جس کا رشتہ میت سے قریب ہوگا وہ دور کے رشتہ والے کو محروم کر دے گا جیسے کہ نواسی کے ہوتے ہوئے پوتی کی بیٹی کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ پوتی کی بیٹی تو اس کے اعتبار سے میت سے دور ہے اگر قریب ہونے میں سب برابر ہوں تو ان میں سے جو وارث[1] کی اولاد میں ہو وہ پہلے مستحق ہوگا یعنی جو کہ خود اپنے آپ تو ذی رحم ہے مگر یہ جس کی اولاد میں ہے وہ میت کا وارث تھا تو یہ ذی رحم اس ذی رحم پر مقدم ہوگا کہ جو خود بھی ذی رحم ہے اور جس کی اولاد میں ہے وہ بھی ذی رحم ہے جیسے کہ ایک شخص نے اپنے پیچھے پوتی کی بیٹی اور نواسی کی لڑکی چھوڑی تو اگرچہ یہ دونوں ذی رحم ہیں مگر پوتی کی لڑکی حصہ پا دیگی اور نواسی کی لڑکی محروم رہے گی۔ کیونکہ یہ تو خود بھی ذی رحم ہے اور اس کی ماں یعنی میت کی نواسی وہ بھی ذی رحم ہے اگر چند وارث ذی رحم جمع ہوگئے اور سب کا رشتہ میت سے ایک ہی درجہ کا ہے یعنی سب قریب رشتہ کے ہیں یا سب دور رشتہ کے اور ان میں سے کوئی وارث کی اولاد نہیں یا سب وارث کی اولاد ہیں غرض کہ ان میں سے کوئی کسی دوسرے سے بڑھ کر نہیں تو جو لڑکوں کی اولاد میں ہوگا وہ دوگنا پائے گا اور جو لڑکیوں کی اولاد میں سے ہے وہ ایک حصہ پاوے گا یہ خود ذی رحم خواہ لڑکا ہو

---

[1] وارث کا لفظ ذوی فروض و عصبہ دونوں کو شامل ہوگا ۔۔۔ ذوی فروض ہی اس لئے کہ اس صنف میں عصبہ کی اولاد و ذوی فروض کی اولاد ۔۔۔

یا برکی جیسے کہ ایک شخص نے پوتے کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا چھوڑا تو ال کے تین حصہ ہوکر پوتے کی بیٹی کو دو اور نواسی کے لڑکے کو ایک ملے گا تو پوتے کی لڑکی اگرچہ خود عورت ہے مگر دوگنا پاوے گی کیونکہ مرد یعنی پوتے کی بیٹی ہے اور نواسی کا لڑکا اگرچہ خود مرد ہے مگر ایک حصہ پاوے گا کیونکہ وہ نواسی کا لڑکا ہے اور نواسی عورت ہے اور اگر یہ سب ذوی رحم وارث اس بات میں بھی برابر ہیں یعنی یا تو سب مرد کی اولاد ہوں یا سب عورت کی اولاد تو اب ان میں اس طرح حصہ بٹے گا کہ لڑکے کو دو حصہ اور لڑکی کو ایک حصہ جیسے کہ کسی نے نواسہ اور نواسی چھوڑی تو کل مال کے تین حصہ ہوکر نواسے کو دو حصے اور نواسی کو ایک حصہ ملے گا۔

دوسری قسم کے ذوی رحم وارث کا بیان

دوسری قسم کے ذوی رحم جن کی اولاد میں میت ہو جیسے نانا وغیرہ ان میں بھی جسکا رشتہ میت سے قریب ہوگا وہ وارث ہوگا اور دور کے رشتے والے کو محروم کردیگا جیسے ماں کا باپ اور ماں کا نانا ان میں ماں کا باپ حصہ پاویگا اور ماں کا نانا محروم اگر اس قریب ہونے اور دور ہونے میں برابر ہوں تو جس ذوی رحم کا رشتہ وارث کے ذریعہ سے ہوگا وہ وارث ہوگا اور جس کا رشتہ میت سے ذوی رحم کے ذریعہ سے ہوگا اوس کو محروم کردے گا جیسے کہ ایک شخص نے ماں کا دادا اور اپنی ماں کا نانا چھوڑا تو ماں کے نانا کو حصہ ملے گا اور ماں کا دادا محروم رہے گا۔ کیونکہ ماں کے دادا کا رشتہ میت سے ماں کے باپ کے ذریعہ سے ہے اور وہ یعنی ماں کا باپ ذوی رحم ہے تو ماں کا دادا خود بھی ذوی رحم اور اس کا رشتہ پیدا کرنے والا بھی ذوی رحم اور ماں کا نانا کہ اس کا رشتہ میت سے ماں کی ماں کے ذریعہ سے ہے۔ اور ماں کی ماں صحیح دادی ہے اور وہ وارث ہوتی ہے ان کے تمام حکم پہلی قسم کے ذوی رحم وارثوں کی طرح ہیں۔

تیسری قسم کے ذی رحم وارث کا بیان

ان کے حکم بھی وہی ہیں کہ جو پہلی قسم کے ذی رحم لوگوں کے تھے لیعنی جس کا رشتہ میت سے قریب ہوگا وہ دور والے رشتہ دار ذی رحم کو محروم کردے گا اسی طرح اس قسم میں بھی جو ذی رحم وارث کے ذریعہ سے رشتہ دار میت کا ہوگا وہ اس ذی رحم کو محروم کردیگا کہ جو ذی رحم کے ذریعہ سے میت سے رشتہ رکھتا ہو۔ جیسے کہ بھائی کے بیٹے کی بیٹی اور بہن کی بیٹی کی بیٹی کہ اس صورت میں بھائی کے بیٹے کی بیٹی بہن کی لڑکی کے لڑکے کو محروم کردیگی کیونکہ اس کا رشتہ بھانجی کے ذریعہ سے ہے اور بھانجی ذی رحم ہے اور اس کا رشتہ میت سے بھائی کے بیٹے کے ذریعہ سے ہے اور وہ عصبہ ہے اور باقی تمام مسائل اس کے بھی پہلی قسم کے ذی رحم لوگوں کی طرح ہیں۔

چوتھی قسم کے ذی رحم وارثوں کا بیان

چوتھی قسم کے ذی رحم وارثوں کا یہ حکم ہے کہ اگر ان میں کا کوئی ایک وارث ذی رحم ہی ہو دوسرا نہیں ہو تو سب پورا مال یہ لے گا کیونکہ کوئی اس کا مقابل موجود نہیں کہ کچھ مال وہ لے اور اگر اس چوتھی قسم کے کئی ذی رحم ہیں تو دیکھا جاویگا کہ ان سب ذی رحم وارثوں کا رشتہ میت سے ایک ہی طرف سے ہے یا الگ الگ طرف سے ایک طرف سے رشتہ ہونے کا یہ مطلب ہو کہ سب کا رشتہ میت سے میت کے باپ کی طرف سے ہو جیسے کہ میت کی پھوپیاں اور اخیافی چچا[1] یا کہ سب کا رشتہ ماں کی طرف سے ہو جیسے کہ میت کی خالہ اور ماموں ہوں اگر تمام ذی رحم ایک ہی طرف کے رشتہ والے یعنی فقط ماں یا فقط باپ کی طرف کے پائے گئے تو ان میں سے جن کا رشتہ میت سے

[1] باپ کے ماں شریکی بھائی ذی رحم وارث ہیں اور باپ کے سگے بھائی اور باپ شریکی بھائی عصبہ ہیں باپ کی بہن تو ذی رحم ہی ہے چاہے کیسی ہی ہو۔

مضبوط ہوگا وہ مال پاوے گا اور کمزور رشتہ والا محروم ہوگا مضبوط رشتہ سے
مطلب یہ ہی کہ اوس کا رشتہ میت سے دو طرف سے ہو اور کمزور سے یہ مراد ہے
کہ اس کا رشتہ ایک ہی طرف سے ہو جیسے کہ میت کی دو پھوپیاں ایک پھوپی
تو باپ کی سگی بہن ہے اور دوسری پھوپی باپ کی ماں شریکی بہن
یا باپ شریکی بہن ۔ تو باپ کی سگی بہن میت کا مال لے گی اور باپ کی ماں
شریکی بہن محروم ہوجاوے گی اس لئے کہ اس کا رشتہ میت کے باپ سے دو طرف
سے ہے اور اس کا رشتہ ایک طرف سے اسی طرح اگر دو پھوپیاں ہیں ایک تو
باپ کی باپ شریکی بہن اور دوسری باپ کی ماں شریکی بہن تو باپ کی باپ شریکی
بہن حصہ پاوے گی اور ماں شریکی بہن محروم رہے گی کیونکہ باپ کا رشتہ ماں کو
رشتہ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے ان میں جب کہ ایک ہی درجہ کے رشتہ دار ہوں
تو مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ ملے گا جیسے کہ میت نے پھوپی اور چچا چھوڑا۔
تو پھوپی کو ایک حصہ اور چچا کو دو حصہ ملیں گے اور اگر ان ذی رحم وارثوں کا رشتہ
الگ الگ طرف سے ہے تو اس صورت میں ایک طرف کا مضبوط رشتہ والا ذی رحم
دوسرے کمزور رشتہ والے ذی رحم کو محروم نہ کرسکے گا جیسے کہ ایک شخص کی ماں کی
سگی بہن اور باپ کی ماں شریکی بہن ہے تو دونوں میت کے مال سے حصہ پاینگی
اگرچہ ماں کی بہن کا رشتہ مضبوط ہے اور باپ کی بہن کا کمزور ہے ۔ مگر چونکہ اسکا
رشتہ الگ الگ طرف سے ہے اس لئے ایک دوسرے کو محروم نہ کریگی اور اس
صورت میں ماں کی بہن کو ایک حصہ اور باپ کی بہن کو دو حصہ ملیں گے کہ ماں کی
بہن عورت کے ذریعہ سے میت کی رشتہ دار ہے اور باپ کی بہن مرد کے ذریعہ سے
رشتہ رکھتی ہو اور باپ کی طرف سے رشتہ والی دو حصہ پاوے گی جیسا کہ پہلے گذر چکا
اب اگر ہر طرف سے کئی کئی وارث ہوں جیسے کہ تین خالہ ہیں اور چار پھوپیاں
ہیں تو پہلے ہر گروہ کو الگ الگ حصہ دیکر جو ہر فریق کو ملے گا وہ ان کے شخصوں پر
بانٹ دیا جاوے گا ۔ تو تین [illegible] کا حصہ ملا کر اوس حصہ کے تین حصہ کرینگے

ہر ایک کو ایک ایک حصہ دیدیا جاویگا اسی طرح پھوپیوں کا معاملہ ہے۔

ان کی اولاد کا بیان

چوتھی قسم کے ذوی رحم وارثوں کی اولاد کا وہی حکم ہے کہ جو پہلی قسم کے ذی رحم وارثوں کا تھا یعنی قریب کا رشتہ ہوتے ہوئے دور کا رشتہ والا محروم ہوگا تو پھوپی کا بیٹا ہوتے ہوئے پھوپی کے پوتے کو کچھ نہ ملے گا اگر قریب اور دور ہونے میں سب اولاد برابر ہے تو اگر میت سے ایک ہی رشتہ ہے تو مضبوط رشتہ والا حصہ پاویگا اور کمزور رشتہ والا[1] مضبوط کے ہوتے ہوئے محروم رہیگا اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو عصبہ کی اولاد ذوی رحم کی اولاد کو محروم کردیگی۔ جیسے کہ میت نے ایک تو چچا کی بیٹی اور ایک پھوپی کا بیٹا چھوڑا تو چچا کی بیٹی پھوپی کے بیٹے کو محروم کردے گی کیونکہ لڑکی کا رشتہ عصبہ یعنی چچا کے ذریعہ سے ہے اور لڑکے کا رشتہ ذی رحم یعنی پھوپی کے ذریعہ سے ہے۔ اگر چند طرف کے ذوی رحم وارثوں کی اولاد ہو جیسے کہ ایک تو خالہ کی اولاد اور دوسری طرف پھوپی کی اولاد تو اب مضبوط رشتہ والا کمزور رشتہ والے کو محروم نہ کرسکے گا جیسے کہ باپ کی سگی بہن کی اور ماں کی باپ شریکی بہن کی اولاد ہے تو اگرچہ پہلی کا رشتہ میت سے مضبوط ہے اور دوسری کا کمزور مگر چونکہ ایک ہی طرف کے یہ دونوں وارث نہیں ہیں اس لئے یہ مضبوط رشتہ والی کمزور رشتہ والی کو محروم نہ کرسکے گی۔

حمل کا بیان

عورت کے پیٹ میں بچہ کم سے کم چھ مہینے تک رہ سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دو برس تک تو اگر کسی عورت کے اس کے خاوند کے مرنے سے دو برس کی مدت کے

---

[1] اس کی مثال جیسے میت کے باپ کی سگی بہن کی اولاد ہوتے ہوئے میت کے باپ کی علاتی بہن کی اولاد محروم رہے گی ؟

بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ کچھ نہ پاوے گا کیونکہ یہ بچہ میت کا نہیں ہے بلکہ معلوم ہوا
کہ کسی اور کا ہوا اور اگر میت کے مرنے کے بعد دو برس یا دو برس سے کم میں اس عورت کے
پیدا ہوا اور بیوی نے اُس سے پہلے[1] حمل کا انکار نہ کیا تھا تو اس بچہ کو اس میت کے مال
سے حصہ ملے گا اور اگر میت کے سوا اور کا حمل ہے جیسے کہ میت کی ماں حاملہ ہے تو اس
صورت میں یہ حمل اگر کم سے کم یعنی میت کے مرنے کے بعد چھ ماہ یا کم میں پیدا ہو تو اس
میت کے مال کا وارث ہوگا اور اگر اس سے زیادہ مدت میں پیدا ہوا تو نہیں اور اگر یہ
بچہ[2] زندہ پیدا ہو کر پھر مر جاوے تو دوسرے لوگ اس بچہ کے وارث ہونگے۔ یہ جو کہا کہ بچہ
زندہ پیدا ہو تو بچہ کو میت کا مال ملے گا۔ اس سے مطلب یہ ہی کہ یا تو پورا بچہ زندہ ماں کی
پیٹ سے باہر آجاوے اور اگر پورا بچہ زندہ باہر آیا بلکہ باہر نکلی تھیں مر گیا تو اگر بچہ پیدا ہا
آیا ہو یعنی سر کی طرف سے پیدا ہوا ہو تو اگر سینہ تک زندہ نکلا تو اُس کو زندہ مانا جاوے گا
یعنی اُس کو میت کے مال کا وارث کر کے مال اُس بچے کے وارثوں کو دیدیا جاوے گا اور اگر
سینہ سے کم تک زندہ نکلا تو اس کو مردہ مانکر میت کے مال سے کچھ نہ ملے گا اور اگر الٹا بچہ
پیدا ہوا ہے یعنی پاؤں کی طرف سے پیدا ہوا تو اس میں ناف کا اعتبار ہے یعنی اگر
ناف تک زندہ پیدا ہوا اور بعد میں مر اتو اُس کو زندہ مانکر میراث کا حقدار مانا جاویگا
اگر اتنے سے کم تک زندہ نکلے تو اُس کو مردہ مانا جاویگا۔ اب جب یہ معلوم ہو چکا تو اس کے

---

[1] حمل سے انکار کرنے کی صورت یہ ہی کہ اس سے پہلے عدت کی مدت گذرنے کے بعد عورت کہہ چکی ہو کہ میری عدت پوری ہو چکی کیونکہ اگر یہ حمل میت کا تھا تو حمل کے باہر آنے سے پہلے کیسے اُس کی عدت پوری ہو گئی اس لئے کہ جس کا خاوند مر جاوے اور وہ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ کے پیدا ہونے سے پوری ہوتی ہے۔ اور جب کہ اوس نے کہا کہ میری عدت پوری ہو گئی اور بعد میں آٹھ دس ماہ بعد بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اس بچہ کا حمل بعد میت رہا تھا منہ ۱۲

[2] اگر حمل سے مردہ بچہ پیدا ہو تو اوس کو میت کے مال سے پوانہ ملے گا یہ حکم اوس صورت میں ہی کہ جب اپنے آپ بچہ مرا ہوا پیدا ہو ہو۔ لیکن اگر بچہ کا حمل گرا دیا گیا تو وارث ہوگا اور دوسرے ورثا اوس کے وارث ہوں گے۔ ردالمحتار منہ

٭ ٭ ٭

مسائل یہ ہیں کہ جس طرح زندہ وارث اپنے رشتہ دار میت کے مال کا حصہ پاتے ہیں
اسی طرح جو وارث کہ میت کے مرتے وقت اپنی ماں کے پیٹ میں ہو وہ بھی وارث ہوگا
مگر اسی شرط سے کہ زندہ پیدا ہو۔ جیسے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور اُس کے کچھ لڑکے
موجود ہیں، اور اُس کی بیوی حاملہ ہے تو جس طرح سے کہ یہ موجود لڑکے اُس کے مال
کے وارث ہیں اسی طرح یہ حمل میں جو بچہ موجود ہے وہ بھی اُس کے مال کا وارث ہے
اسی طرح اگر ایک آدمی کا انتقال ہوا اور اُس کے کچھ بھائی زندہ موجود ہیں اور اُسکے
مرتے وقت اُس کی ماں حاملہ ہے تو اگر اُس کے زندہ بھائی حصہ پاتیں گے تو ضرور یہ
حمل کا بچہ بھی حصہ کا حقدار ٹھیرے گا۔ تو اب جبکہ مال تقسیم کیا جاوے تو ایک وارث کا
حصہ اُس مال میں حمل کے لئے رکھ لیا جاوے گا۔ کیونکہ یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ ماں کے
پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہوں مگر جبکہ عام طور سے عورتوں کے ایک حمل میں
ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے اور ایک سے زیادہ بچہ ہونا بہت کم ہے اس لئے ایک ہی
بچہ کا حصہ بچا کر رکھا جاویگا اور باقی وارثوں سے ضامن لیا جاوے گا کہ اگر بچہ ایک
سے زیادہ پیدا ہو تو تم کو اپنے حصوں میں اُس کے حصہ کی برابر واپس کرنا پڑیگا۔
اب حساب لگایا جاوے کہ اگر حمل لڑکی ہوگی تو زیادہ حصہ پاویگی یا لڑکا ہوگا تو زیادہ حصہ
پاوے گا جس صورت میں حمل کو زیادہ حصہ ملے اسی کا اعتبار کرکے اس حمل کے حصہ کو

سلہ اگر میت کا مال بانٹتے وقت خبر نہ ہوئی کہ میت کی بیوی میت سے حاملہ ہے اور بعد میں بچہ میت کا
پیدا ہوا تو اُس تقسیم کئے ہوئے مال کو دوبارہ بانٹا جاویگا اسی طرح اگر میت کی بیوی نے کہا کہ مجھے
حمل ہے اور دوسرے وارثوں نے کہا کہ تجھکو حمل نہیں ہے تو کسی جاننے والے ہوشیار دیندار دائی کو دکھایا
جاویگا اگر وہ حمل بتاوے تو حمل مان لیا جاویگا ورنہ نہیں۔ ردالمحتار منہ ۱۲

سلہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہونیکی اُمید ہو مثلاً ایک ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جاوے گا تو
ابھی مال کو تقسیم نہ کیا جاویگا بلکہ بچہ پیدا ہونے تک انتظار کریں کیونکہ خبر نہیں کہ ماں کے پیٹ میں کتنے بچے
ہیں اور لڑکا ہے یا لڑکی مگر صحیح یہ ہے کہ انتظار نہ کریں گے۔ چاہے بچہ جلد پیدا ہونیوالا ہو یا دیر میں کیونکہ اگر آنے
والے بچے کا انتظار کیا تو ممکن ہے کہ جو وارث اب موجود ہیں اُن میں سے جب تک کوئی مر جاوے تو آنیوالے کے
انتظار سے موجود وارثوں کو کیوں محروم کر دیا جاوے۔ ہاں اگر حمل ایسا ہے کہ اُس کے پیدا ہونے پر موجودہ
وارثوں میں بعض محروم ہو جائیں گے تو اب مال ان وارثوں کو نہ دیا جاوے گا۔ کہ جو محروم ہونیوالے ہوں۔
والقداعلم۔ ردالمحتار منہ ۱۲

رکھا جاوے گا جیسے کہ اگر یہ حمل لڑکی ہو۔ جب تو کل مال کا آدھا پائے گی۔ اور اگر لڑکا ہوا تو عصبہ ہو کر ذوی فروض وارثوں سے بچا ہوا پاویگا۔ اور وہ بچا ہوا آدھے سے کم ہے تو اس حمل کو لڑکی مان کر اس کے لئے آدھا مال اٹھا کر رکھا جاوے اس کا مسئلہ بنانے کا قاعدہ یہ ہو کہ حمل کو لڑکا فرض کرکے اور لڑکی فرض کرکے دونوں صورتوں میں مسئلہ بناؤ پھر جن عددوں سے یہ دونوں مسئلہ بنے ہیں اُن دونوں عددوں کی آپس میں نسبت دیکھو اگر ان دونوں عددوں میں توافق ہے تو ایک مسئلہ کے عدد کے وفق کو دوسرے مسئلہ کے پورے عدد میں ضرب دو اور ان دونوں مسئلوں کے عدد میں تباین ہو تو ایک مسئلہ کے پورے عدد کو دوسرے مسئلہ کے پورے عدد میں ضرب دو جو کچھ کہ اس ضرب سے حاصل ہو اُس سے مسئلہ کو صحیح کر دیا جاوے پھر وارثوں کے حصوں پر نگاہ کرو کہ حمل کے لڑکی ماننے کی صورت میں ان کو جو حصے ملے ہیں اُن حصوں کو لڑکے ہونیکی صورت والے مسئلہ میں ضرب دو اور جو حصے کہ حمل کو لڑکا ماننے کی صورت میں ملے ہیں ان کو لڑکی کے مسئلہ کے عدد میں ضرب دو اگر ان دونوں مسئلوں کے عددوں میں تباین ہو تو ورنہ اگر توافق ہو تو وارثوں کے حصوں کو اُن مسئلوں کے عددوں کی توافق میں ضرب دیا جاوے اور دیکھا جاوے کہ کس ضرب سے حصہ کم ملا جس ضرب سے حصہ کم ملے وہ اُس وارث کو دیدیا جاوے اور زیادتی کو حمل کے لئے بچا کر رکھ لیا جاوے گا۔ اگر حمل سے ایسا بچہ پیدا ہوا کہ جو اس بڑے حصہ کو پانے کا حقدار ہے جب تو اُس بچہ کو یہ حصہ دیدیا جاوے اور اگر بچہ ایسا پیدا ہوا کہ جو اس زیادتی کا حقدار نہیں ہو تو کم حصہ اُس بچہ کو دیا جاوے اور جتنا کہ پہلے اُن دوسرے وارثوں کے حصوں میں سے کم کر لیا گیا تھا وہ اُن وارثوں کو واپس[1] کر دیا جاوے۔ اس کی مثال یہ ہو کہ ایک شخص کا

[1] یہ جو معاملہ کیا گیا ہو یہ جب ہو کہ جب حمل اُس وارث کا حصہ لڑکا یا لڑکی ہونے کی صورت میں کم کر دے اور اگر وارث ایسا ہو کہ اوس کا حصہ کم ہو ہی نہیں سکتا حمل چاہو لڑکا ہو یا لڑکی جیسے کہ دادی کو چھٹا حصہ ہی دیا جاویگا چاہو حمل سے لڑکا ہو یا لڑکی تو اوس کا مقصد پورا دیا جاویگا اور جو وارث کہ ایسا ہو کہ اگر حمل میں لڑکا ہو تو جب تو وہ وارث محروم ہو جاتا ہو اور اگر حمل میں لڑکی ہو تو حصہ پاتا ہو جیسے کہ بھائی تو اس صورت میں ایسے وارث کو کچھ بھی نہ دیا جاویگا بلکہ حمل کے پیدا ہونے کا منتظر رہو گا حمل کے پیدا ہونے کے بعد اگر یہ (دیکھو صفحہ ۴۴)

انتقال ہوا اور اس نے ایک بیٹی اور ماں باپ اور ایک بیوی چھوڑی اس طرح

لڑکی والی صورت — مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ — تصحیح ۲۱۶

لڑکی	ماں	باپ	بیوی	حمل لڑکی
۱۶	۴	۴	۳	

لڑکے والی صورت — مسئلہ ۲۴

لڑکی	ماں	باپ	بیوی	حمل لڑکا
۱۳	۴	۴	۳	

اس صورت میں اگر حمل کو لڑکی مانتے ہیں تو مسئلہ چوبیس ۲۴ سے ہو کر ۲۷ سے عول کیا جاوے گا اس میں حمل و لڑکی کو ۱۶ اور باپ و ماں کو چار چار بیوی کو تین اور اگر حمل کو لڑکا مانتے ہیں تو مسئلہ ۲۴ سے ہی صحیح ہو گا اس چوبیس میں سے ماں کو چار اور باپ کو چار اور بیوی کو تین حمل و لڑکی کو ۱۳ - اور مسئلوں کے عدد ۲۴ و ۲۷ ہیں کہ ان سے دونوں مسئلے ہوئے ہیں تو دیکھا جاویگا کہ ۲۴ و ۲۷ میں کیا نسبت ہے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں تہائی کا توافق ہے کیونکہ تین دونوں کو مٹا دیتا ہے تو ۲۴ کا تہائی لیا (۸) اس ۸ کو ۲۷ میں ضرب دی تو ۲۱۶ حاصل ہوئے اب لڑکی اور ماں و باپ اور بیوی کے حصوں کو ۲۴ و ۲۷ کے تہائی میں ضرب دیا جاوے تو اولاً ۲۴ کے تہائی (۸) میں ضرب دینے سے یہ حصے ملتے ہیں لڑکی ۱۲۸ ماں ۳۲ باپ ۳۲ بیوی ۲۴ ۔ اور اگر ان وارثوں کے حصوں کو ۲۷ کے تہائی یعنی ۹ میں ضرب دی تو ان کو یہ حصے ملتے ماں ۳۶ لڑکی ۳۹ باپ ۳۶ بیوی ۲۷ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حمل کو لڑکا مانیں تو لڑکی کو ۲۵ کم ملتے ہیں اور بیوی کو تین زیادہ ملتے ہیں اور ماں و باپ کو چار چار زیادہ ملتے ہیں اور حمل کو لڑکی مانیں تو لڑکی کو ۲۵ زیادہ اور بیوی کو تین کم اور ماں اور باپ کو چار چار کم ملتے ہیں تو اب حمل کو ماں باپ اور بیوی کے لئے لڑکا مانا جاویگا اور بیوی کو ۲۴ دیئے جاویں گے اور تین بچا لئے جاویں گے اور ماں باپ کو ۳۲، ۳۲ دیئے جاوینگے اور ان کے حصوں میں سے چار چار بچا لئے جاویں اور لڑکی کو وہ حصہ ملے گا کہ جو حمل کے لڑکا ماننے پر

(بقیہ صفحہ ۴۲) وارث حمل کی حق ... ہو تو حصہ دیا جاوے ورنہ نہیں تو بس یہ معلوم ہو کہ وارث لوگ نہیں ہوسکتے ہیں ایک تو وہ کہ جن کا حصہ پورا دیا جاتا۔ ۲ حمل کی پیدائش سے پہلے ہی دوسرا وہ کہ جن کو حمل کے پیدا ہونے سے پہلے بالکل نہیں دیا جاتا ۳ تیسرے وہ کہ جن کو کم حصہ دیا جاتا ہے [illegible] کے وارث کا ذکر ہے۔ [illegible]

اس کو ملا ہے کیونکہ یہ کم ہے یعنی ۱۲ کو ۹ میں جب ضرب دی تو ۱۰۸ حاصل ہوئے اور سن
ایک سو سترہ کا تہائی یعنی ۳۹ لڑکی کو دیا گیا۔ کیونکہ جب حمل کو لڑکا مانا گیا تو اب
۱۱۷ کے تین حصے کئے جاویں گے۔ جس میں سے دو حصہ لڑکے کے لئے اور ایک حصہ
لڑکی کے لئے تو خلاصہ یہ ہوا کہ لڑکی کو وہ حصہ دیا جاویگا کہ جو حمل کو لڑکا مان کر ملتا ہے اور
باقی ماں باپ اور بیوی کو وہ حصہ ملے گا کہ جو حمل کو لڑکی مان کر ملتا ہو کیونکہ لڑکی کیلئے
وہ کم ہے اور ماں باپ اور بیوی کے لئے یہ کم ہیں تو کل حصہ حمل کے لئے ۲۱۶ میں
سے ۸۹ باقی رکھے جاویں گے اور کل حصہ جو ان وارثوں کے کم کئے گئے ہیں لڑکی
کے حصے سے ۔ بیوی کے حصے سے ۔ ماں کے حصے سے ۔ باپ کے حصہ سے ۲۵
۴ ۔ ۴ ۔ ۳

تو کل اٹھا کر رکھے ہوئے حصہ ۳۶ ہیں اب اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو فقط
بیٹی کو ۲۵ واپس کر دیئے جاویں گے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا حصہ کم ہوا
تھا اور ماں باپ وغیرہ کو کچھ واپس نہ ہوگا اور اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو ماں کو ۴
باپ کو ۴ بیوی کو ۳ واپس کئے جاویں گے اور لڑکی کو کچھ واپس نہ ہوگا۔ کیونکہ
اس صورت میں لڑکی کے حصہ سے کچھ کم نہ ہوا تھا اور اگر یہ حمل کا بچہ مرا ہوا پیدا ہو
تب تو لڑکی کو ۶۹ اور دیئے جاویں گے کہ یہ ۶۹ انتالیس ۳۹ سے ملکر ۱۰۸ ہو جاویں جو کہ
۲۱۶ کا آدھا ہے اور بیوی کو تین اور دیئے جاویں گے تاکہ یہ تین اُن چوبیس سے ملکر
۲۷ ہو جاویں اور یہ ستائیس ۲۱۶ کا آٹھواں حصہ ہے اور ماں کو چار اور دیئے
جاویں گے تاکہ ۳۲ میں یہ چار ملکر ۲۱۶ کا چھٹا حصہ ہو جاوے اور باپ کو چار اوس کا
چھٹا حصہ پورا کرنے کے لئے اور باقی ۹ عصبہ ہونے کی وجہ سے دیئے جاویں اب اسطرح
مسئلہ ہوا کہ مسئلہ کے عدد ۲۱۶ جنمیں سے بیٹی کو ۱۰۸ بیوی کو ۲۷ ماں کو ۳۶
باپ کو ۴۵ ان کو جمع کیا تو ۲۱۶ ہو گئے۔

۱۰۸
۲۷
۳۶
۴۵
۲۱۶

گمے ہوئے وارث کے حال کا بیان

گمے ہوئے شخص سے وہ مراد ہے کہ جو اپنے وطن سے غائب ہو گیا ہو اور اوسکی خبر نہ رہی کہ مرگیا یا زندہ ہی اور اگر زندہ ہے تو کہان ہے۔ ایسے آدمی کا یہ حکم ہی کہ اوس کی مال کے معاملہ میں تو اوس کو زندہ مانا جاویگا یعنی یہ کہ اُس کے مال کا کوئی وارث نہ ہوگا اور اوس کے دوسرے رشتہ داروں کے مال میں اُسکو مردہ مانا جاویگا یعنی کسی کے مال کا وہ وارث نہیں ہو تو دوسرے کے مال کا وارث نہ ہوگا۔ مگر دوسرے وارثین کہ جو اس کی وجہ سے محروم ہوتے ہوں۔ اُن کو اس وقت نہ دیا جاویگا۔ اسی طرح جس کا حصہ اس کی وجہ سے کم ہوتا ہوگا اوس کو کم دیا جاویگا۔ اور اس کا مال رکھا رہے گا کسی کو ورثہ میں نہ دیا جاویگا جب تک کہ اس کی موت کی خبر نہ مل جاوے۔ اگر کسی طریقہ سے معلوم ہو جاوے کہ وہ اُس تاریخ میں مرگیا تو اُس تاریخ میں جو گمے ہوئے کے وارثین زندہ ہونگے اون میں اُس کا مال بانٹ دیا جاوے گا اور اگر اُس کی موت کی خبر نہ ملے تو جب اسکی زندگی کی مدت ختم ہو جاوے تو اُسکی موت کا حکم دیا جاویگا۔ اور یہ مدت ۹۰ سال ہی یعنی جب کہ اُسکی عمر ۹۰ سال کی ہولی جیسے کہ ایک آدمی ۴۰ سال کی عمر سے غائب ہوا تو پچاس سال کا اور انتظار کر کے موت کا حکم دیا جاوے گا کیونکہ ۴۰ سال کی عمر میں غائب ہوا اور ۵۰ سال غائب ہوئے ہو گئے تو کل اُس کی عمر ۹۰ سال کی ہو گئی تو جس وقت کہ اُس کے مرنے کا حکم دیا گیا اس وقت جتنے وارث اس کے زندہ ہونگے اون کو اُس کے مال سے حصہ دیا جاوے گا۔ اسی طرح اُس کی موت سے پہلے جن لوگوں کا مال تقسیم ہوا اور اس کی وجہ سے اُس کے وارثوں کے حصے کم دیئے گئے یا اون کو مال نہ دیا گیا تہا وہ مال اُن وارثوں کو آج دیا جاوے گا یعنی جس میت کا مال کہ اس گمے ہوئے کی وجہ سے اُس کے کسی وارث کو نہ دیا گیا تھا اوس کو آج مال دیا جاویگا یا اُس کے حصے کی کمی پوری کر دی جاوے گی جیسے کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا۔ اُس نے ماں اور بیوی۔ اور بھائی اور ایک گما ہوا بیٹا چھوڑا تو ماں اور بیوی نے اس کی وجہ سے کم پایا اور بہائی اس کی وجہ سے بالکل حصہ نہ پا سکا۔ اب جبکہ اس کے مرنے کا حکم دیا گیا تو ماں اور بیوی کو اُن کا پورا حصہ دیدیا

جاویگا اور بھائی کو اس کا حصہ مل جائیگا اس کا مسئلہ بنانے کا وہی قاعدہ ہی کہ جو حمل کے بیان میں گذر چکا کہ اوس کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی شخص مرے اور اُس کے وارثوں میں اُس کا مال تقسیم کیا جاوے تو دو طرح مسئلہ اُس کے مال کا بنایا جاوے ایک تو اس کے گمے ہوئے آدمی کو زندہ مان کر اور ایک اُس کو مردہ مان کر اور ان دونوں مسئلوں کے عددوں میں ایک دوسرے کو ضرب دیدو اگر تباین ہو اور اگر توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیدی جاوے پھر اسی طرح اُن کے وارثوں کو جس مسئلہ میں جتنے حصے ملے ہوں ان کو دوسرے مسئلہ کے پورے عدد یا وفق سے ضرب دی جاوے اور جس میں حصہ کم ملے وہ کم حصہ دیدیا جاوے اور باقی زیادتی رکھلی جاوے اور جو شخص کہ اس گمے ہوئے شخص کو زندہ ماننے سے محروم ہوتا ہو اس کو اُس وقت مال نہ دیا جاوے غرضکہ جو کچھ کہ حمل کے بیان میں تفصیل سے گذرا وہی یہاں کیا جاوے۔ پھر جب یہ گما ہوا آدمی مردہ ثابت ہو تب اُن وارثوں کے رکھے ہوئے حصے واپس کر دیئے جاویں۔

مرتد کا حکم

جب کہ کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد کافر[1] ہو جاوے اوسکو مرتد کہتے ہیں اگر یہ شخص اپنے کفر پر ہی مر جاوے یا قتل کر دیا جاوے تو جو مال کہ مرتد نے اپنے مسلمان ہونے کے زمانہ میں کمایا تھا اس میں سے اُس کا جو قرضہ کہ مسلمان ہونے کے وقت کا ہو وہ ادا کیا جاوے بعد اُس کے جو مال باقی بچے اُس کو اُن وارثوں میں بانٹ دیا جاوے کہ جو اسکی مرتے وقت یا قتل ہوتے وقت موجود ہیں اور جو مال کہ مرتد ہونیکے بعد اُس نے کمایا ہو اُس سے مرتد ہونیکے بعد جو اسپر قرضہ ہو گیا ہو وہ ادا کیا جاوے اور جو باقی بچے وہ بیت المال میں رکھدیا جاوے کہ یتامیٰ

---

[1] کافر یا تو اسطرح ہو جاوے کہ مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب سے جا ملے جیسے عیسائی یا یہودی یا ہندو ہو جاوے اور یا اس طرح کافر ہو جاوے کہ وہ تو اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہے اور دعویٰ اسلام کا ہی کرتا ہو مگر شریعت اس کو کافر کہتی ہو جیسے کہ اس زمانہ کے وہ وہابی کہ جنہوں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک میں بُری بُری باتیں لکھیں یا کہیں یا اس لکھنے کو اچھا سمجھا اسی طرح قادیانی۔ نیچری۔ اور دوسرے وہ لوگ کہ جو شرعًا کافر ہو چکے مگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں منہ ۲ور

مسلمانوں کی ضرورتوں میں کام آوے۔ اور اگر عورت مرتد ہوگئی تو اس کے تمام مال سے اوس کے وارث لوگ ورثہ پائیں گے چاہے وہ اسلام کے زمانہ میں مال کمایا ہو یا کافر ہونے کے بعد۔ جو شخص مرتد ہوگیا وہ اپنی کسی رشتہ دار کے مال کا ورثہ نہیں پاسکتا چاہے وہ رشتہ دار مسلمان ہو یا وہ بھی مرتد ہوگیا ہو اسی طرح مرتد عورت کسی کے مال سے ورثہ نہ پاوے گی ہاں اگر "معاذ اللہ" کسی شہر کے تمام لوگ مرتد ہوگئے تو اون میں سے ایک دوسرے کا مال ورثہ میں پائیں گے۔

قیدی وارث کا بیان

جس مسلمان شخص کو کافر لوگ قید کرکے اپنے ملک میں لے گئے ہوں وہ جب تک اسلام پر قائم ہے اُس وقت تک اور مسلمانوں کی طرح ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے مال سے ورثہ پاوے گا اور اگر اُس قیدی مسلمان نے نعوذ باللہ اپنا مذہب بدل دیا تو اُس کے حکم اب مرتد کی طرح ہو جائیں گے۔ اور اگر اوسکے رشتہ داروں کو خبر نہ رہی کہ وہ مسلمان ہے یا کافر ہوگیا تو اوس کا حکم گمے ہوئے شخص کی طرح ہے کہ اُس کو دوسرے رشتہ داروں کو اپنے مورثوں (مرنے والوں) کے مال سے کم حصہ دیا جاوے گا۔ اور باقی بچا کر رکھا جاویگا۔ جب پوری خبر ملجائے کہ وہ مسلمان ہے جب تو خیر اور اگر خبر ملے کہ وہ کافر ہوچکا ہو تو اون وارثوں کا مال جو بچا کر رکھا گیا ہے وہ واپس کر دیا جاویگا۔

جو لوگ کہ جل کر یا ڈوب کر یا دب کر مرجاویں اونکا بیان

اگر ایک کنبہ کے لوگوں کی جماعت اچانک مرجاوے چاہے ڈوب کر یا جل کر یا دب کر یا کسی اور طرح سے اور یہ پتہ نہ چلا کہ اُن میں پہلے کون مرا ہے اور کون بعد میں تو یہ سمجھا جاوے گا کہ سب کے سب لوگ ایک ساتھ ہی مرے ہیں۔ لہذا ان مرنے والوں میں سے کسی کو کسی کا

وارث نہ بنایا جاوے گا بلکہ جو لوگ کہ ان کے کنبہ والوں میں سے
اب زندہ ہونگے ان کو ان مرنے والوں کے مال کا ورثہ دیا جاوے گا جیسے کہ باپ
بیٹا۔ بھائی۔ بہن کسی مکان سے دب کر مر گئے تو نہ باپ کے مال سے اولاد کو حصہ
ملے اور نہ بیٹے اور بیٹی کے مال سے باپ کو کچھ حصہ ملے گا جو لوگ ان سب کے رشتہ دار وں
میں سے زندہ ہونگے اُن میں اِن سب کا مال بانٹ دیا جاوے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و
اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۵۔

تصحیح اغلاط کتاب علم المیراث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	جیسے	یا	۲۵	۳	ایک	ایک حصہ
۲	۱۳	توسبھی	سبھی	۲۵	۵	مال کے فوقیں	مال میں
۲	۱۴	اس کے	مرنے کے بعد	۲۶	۲	اوفق	وفق
۲	۱۶	اورکسی	اگرکسی	۲۷	۴	ماں کے	ماں کو
۲	۱۶	نہ پھونچانے	پہنچانے	۳۲	۳	اوفق	توافق
۳	۱	اورعصبہ	اوراس کے عصبہ	۳۲	۴	اوفق	وفق
۳	۱۲	یہ بھی ہوں	یہ بھی نہ ہوں	۳۲	۱۶	اس میں	اس میں سے
〃	〃	موالی موالاۃ	مولیٰ موالاۃ	۲۳	۳	اسی	اسی طرح
۳	۴	ان چیزوں	اگران چارچیزوں	۳۳	۱۲	چاروں کومیں	چاراورنومیں
				۳۳	۲۱	نیچے	نیچے لکھدے
۷	۱۳	اورمیت	اوراگرمیت	۳۵	۹	تواس	نواسی
۸	۱	بیٹوں	بیٹیوں	۳۷	۶	بیٹی کی بیٹی	بیٹی کا بیٹا
۸	۷	بہیں	بہن	۳۷	۱۹	بہن کا	جس کا
۸	۱۶	اپنے بھائی	بھائی	۳۹	۴	رشتہ ہوئے	رشتہ دارہوئے
۸	۱۶	اورمیت	میت	۳۹	۶	اگرمیت	اگرسب کا میت
۹	۱۳	یاپ	باپ	۴۰	۲۱	پورا	کچھ
۱۳	۶	ہوسئے ہوے	ہوئے ہوے	۴۱	۷	باتنگے	پانینگے
۱۵	۴	آکھڑ سے	آٹھ سے	۴۱	۲۰	کہ اگربچہ	کہ اگرجلد بچہ
۱۵	۹	چوتھائی کی	چوتھائی	۴۱	۲۵	مال ارثوں	مال ان وارثوں
۱۴	۲۱	چھ میں	چارمیں	۴۲	۱۴	توافق میں	وفق میں
۱۵	۱۹	بنے ہیں	بنتے ہیں	۴۳	۱	بیوی چھوڑی	حاملہ بی بی چھوڑی
۱۶	۱۷	ہیں	اس	۴۴	۷	گئے ہیں لڑکی	گئے ہیں وہ بھی لڑکی
۱۸	۵	اُن کی	اُن میں	۴۴	۱۸	وبہ	وجہ
۱۸	۵	قاعدوں میں سے	قاعدوں میں	۴۶	۷	اوفق	وفق
۱۸	۱۳	باقی دو دو	باقی دو	۴۷	۱۳	لو	کو
۲۰	۱۹	بڑا	پورا			اس فہرست کودیکھکر اول کتاب صحیح کرلیجیے	
۲۱	۱۳	برابرہوں	برابرنہ ہوں				
۲۲	۹	برابر	برابری				

احسن الکلام

فی

استحباب عمل المولد والقیام

محفل مبارک میلاد شریف کے ثبوت استحباب میں حضرت صدر الافاضل استاد العلما مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کی ایک اعلیٰ تصنیف ہے اسمیں ہر ہر پہلو سے بحث کی گئی ہے اور دلائل واضحہ اور براہین لا کر کے محفل میلاد شریف کا استحباب اور اس کا موجب خیر و برکت ہونا ثابت کیا گیا ہے معترضین کے جملہ اعتراضات کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں اور دل نشین اور دلپذیر جوابات سے تسکین کی گئی ہے اس کتاب کے دیکھ لینے کے بعد محفل شریف کے استحباب میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا عنقریب چھپکر طیار ہو جائیگی اہل سنت برقی پریس مراد آباد سے ملیگی